اَلْحَقُّ الْمُبِیْن (اردو)

تصنیف لطیف

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانیِ مفتیٔ اعظم نورِ دیدہ
مفسرِ اعظم تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی

محمد اختر رضا

خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تحقیق و تحشیہ

خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت

مفتی محمد راحت خان قادری

دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

NOORI WELFARE TRUST

AL MAKTAB AL-NOOR

اَلْحَقُّ الْمُبِیْن (اردو)

تصنیف لطیف

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی مفتیٔ اعظم نور دیدہ
مفسرِ اعظم تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی

محمد اختر رضا

خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تحقیق و تحشیہ

خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت

مفتی محمد احسان قادری

دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

NOORI
WELFARE TRUST

المکتب النور بریلی شریف

AL MAKTAB AL-NOOR

سلسلۂ اشاعت: ۱۶

نام کتاب —— اَلْحَقُّ الْمُبِیْن (اردو)

تصنیف —— نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ بدرُ الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
مُحمّد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم —— مُفتی مُحمّد راحت خان قادری

پروف ریڈنگ —— مفتی محمد انور علی مصباحی
مفتی محمد عظیم الشان مرکزی

صفحات —— 148

اشاعت —— ۱۴۴۷ھ / ۲۰۲۶ء

ناشر —— المکتب النور بریلی شریف

AL MAKTAB AL-NOOR

ALMAKTABUN-NOOR

Shikarpur Chaudhry, Izzatnagar

Bareilly Shareef, (U.P.) India,

Pin:243122

Mob:+91-9412684116

فہرست مضامین

عرض ناشر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علوم کے وارث، ان کی اقدار کے سچے پاسبان اور ان کی علمی و روحانی وراثتوں کے محافظ، مظہر حضور حجۃ الاسلام اور جانشین حضور مفتی اعظم، فخر العرب والعجم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری تغمد اللہ بغفر انہ ایک آفاقی شخصیت ہیں۔ انہوں نے ملکی و عالمی فتنوں کے سد باب میں اپنی عمر کو صرف فرمایا۔

عالمی پیمانے پر دیوبندیوں اور وہابیوں نے اپنی خلقی جبلت مکر وفریب، کذب و بہتان وغیرہ کو بروئے کار لاتے ہوئے، شیطان کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے عالم عرب میں برصغیر کے سنی بریلوی مسلمانوں کو غلط طریقے سے متعارف کرانے کے لیے طرح طرح سے سازشیں رچیں، لیکن مکر وفریب پر رکھی ہوئی بنیاد کب تک ٹک سکتی ہے؟ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان کے فتنے کی بھی بہتر طریقے سے سرکوبی فرماتے ہوئے منصف مزاج لوگوں کے لیے حق کو واضح فرمایا۔

وہابیوں کے مکر وفریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے آپ نے "الحق المبین" تصنیف فرمائی جو عربی زبان میں ہے اس کا سلیس اردو ترجمہ نوجوان محقق و مفتی مولانا محمد راحت خان قادری اطال اللہ عمرہ، سربراہ اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف نے فرمایا ہے افادۂ عام کے لیے اس کو شائع کیا جا رہا ہے خدائے تعالیٰ شرف قبولیت بخشے!

محمد عظیم الشان نوری مرکزی
ناظم: المکتب النور، بریلی شریف

انتساب

میں اس ترجمہ کو ان علما ومشائخ کے نام معنون کرتا ہوں جنہوں نے دل و جان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے خلوص کے ساتھ پہرا دیا، اور اسی امر اہم واعظم کی بجا آوری کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔

ان علما ومشائخ اور سنی مسلمانوں کے نام جو عقائد ومعمولات اہل سنت کے سبب وہابیوں، نجدیوں کے ظلم وستم کے سامنے ثابت قدم رہے۔ جنہوں نے جان و مال، اہل وعیال اور عزت ومنال وغیرہ اپنا سب کچھ وہابی ظلم و بربریت کے نذر ہوتے ہوئے دیکھا لیکن پھر بھی ان کے قدم متزلزل نہ ہوئے۔

محمد راحت خان قادری غفرلہ القوی

پیش لفظ

حضور تاج الشریعہ کی تصنیف "اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ" یقیناً حق کا روشن اظہار ہے!

محمد راحت خان قادری
دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی

یہ کتاب شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عربی تصنیف ہے۔ اس کا نام "اَلْحَقُّ الْمُبِیْن" ہے اور یہ "المجمع الرضوی"، بریلی شریف سے شائع ہوئی۔ سن اشاعت تفصیلات طباعت میں کہیں بھی درج نہیں ہے، لیکن کتاب کے آخر میں ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ کی تاریخ درج ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لگ بھگ ۱۴۲۵ھ تقریباً ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی ہوگی۔

یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے، جس کے آخری صفحات (۴۵ سے ۴۸) پر آپ نے اپنے جد امجد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ کا مختصر مگر جامع تعارف پیش فرمایا ہے۔ اس تعارف میں اعلیٰ حضرت کے سنِ ولادت، نام ونسب، تعلیم وتربیت، سلسلۂ بیعت وطریقت اور دینی و قلمی خدمات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، آپ نے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سے ان کے والہانہ اندازِ غلامی کو بھی اجاگر کیا ہے۔

تاج الشریعہ نے اس کتاب کو وہابیوں کی دروغ گوئی اور بہتان تراشی کو بے نقاب کرنے کے لیے لکھا ہے۔ان کی یہ مذموم عادت کوئی نئی نہیں، بلکہ ان کے اکابر بھی دروغ گوئی اور تقیہ میں ماہر تھے۔اس کی ایک مثال حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا تقیہ ہے۔مجلس میلاد شریف وہابیہ کے یہاں ہر حال میں ممنوع و بدعت ہے، اس کا کرنے والا گناہ گار، حرام کار، بدعتی و بد مذہب ہے بلکہ وہابیہ کے پیشواؤں نے محفل میلاد شریف کو ہندوؤں کا سا سوانگ بتایا، کنہیا کے جنم سے بھی بدتر ٹھہرایا ہے، مگر طمع ولالچ کی وجہ سے ان کے پیشوا حکیم الامت نے تقیہ ودھوکہ کرکے محفل میلاد شریف میں شرکت کی بلکہ بارہا خود پڑھی۔جب گنگوہی کو یہ خبر پہونچی کہ تھانوی نے یہ بدعت اختیار کی اور شرک میں مبتلا ہوا۔ جسے ''براہین قاطعہ'' مصنفہ گنگوہی از نام انبیٹھوی اور ''فتاوی رشیدیہ'' میں ہر حال میں کنہیا کے جنم سے بدتر ٹھہرایا ہے۔ گنگوہی نے تھانوی کو لکھا، تھانوی نے کئی جوابی خط لکھے ہیں ان میں سے ایک ملاحظہ فرمائیں:

''میں (اشرفعلی تھانوی) نے دیکھا وہاں (کانپور میں) بدونِ شرکت ان مجالس (میلاد شریف) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل وتوہین زبانی وجسمانی کے ہوگئے، اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ نوے فیصدی موقع پر عذر کردیا اور دس جگہ شرکت کرلی اور شرکت بھی اس نظر کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی (تذکرۃ الرشید جلد اول ص:۱۱۸،

مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور)

سببِ تصنیف

اس کتاب کی تصنیف کا سبب متحدہ عرب امارات کا سرکاری اخبار"**الاتحاد دوبئی**"بنا۔ یہ اخبار"**ابوظبی**"سے عربی زبان میں ۱۹۶۹ء سے شائع ہوتا ہے جس کو (www.alittihad.ae) ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے اور جمعہ کے روز اس اخبار کا"**الهدى**" نام سے ایک خصوصی ضمیمہ شائع ہوتا ہے۔

دیوبندیوں نے مذکورہ مذموم روش کو اپناتے ہوئے روزنامہ"**الاتحاد دوبئی**"کے خصوصی ضمیمہ"**الهدى**"میں ایک مضمون رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو شائع کیا، جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اور دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف زہرافشانی کی۔ جس کے متعلق آپ یوں رقم طراز ہیں:

"**فقد مرت بنظري كلمة مؤلمة في مجلة الهدى الصادرة من أبوظبي ملائي بأكاذيب وافتراءات على أهل السنة وإمام أهل السنة مولانا أحمد رضا خان قدس سره ولاشك أن كل هذه الأكاذيب إنما تلقها المجلة من أناس من الهند همتهم الافتراء على أهل السنة والجماعة وعلمائها لاسيما إمام أهل الإسلام شيخ المسلمين العلامة أحمد رضا خان أكرم الله مثواه في دار المقامة۔**"(۱)

(۱) اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص: ۳، المجمع الرضوی، بریلی شریف

ترجمہ: ابوظہبی سے نکلنے والے ''الہدیٰ'' نامی میگزین کا تکلیف رساں مضمون میری نظر سے گزرا، جو اہل سنت وجماعت اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا قدس سرہ پر اکاذیب واتہامات سے بھرا ہوا ہے۔ یقینا میگزین نے یہ سارے اکاذیب چند ایسے ہندوستانی افراد سے حاصل کیے ہیں جن کا مقصد اہل سنت وجماعت اور علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل اسلام، شیخ المسلمین، علامہ احمد رضا خان (**اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامۃ**) پر بہتان تراشی کرنا ہے۔

اس مضمون کے اندر ہم اہل سنت وجماعت کو بدنام کرنے کی کتنی گندی وگھنونی، رذیل وجھوٹی اور ناکام وانہونی کوشش کی گئی اس کا اندازہ اس اخبار کی عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''ظهرت فی البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهی البريلوية۔''(۱)

ترجمہ: ملک میں بریلویت نامی ایک نیا بدعتی فرقہ ظاہر ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مذکورہ تحریر کے جواب میں یہ مضمون لکھنے کے بعد اس کو روزنامہ ''الاتحاد'' کے ایڈیٹر ومالکان کو بھیجا۔ جو آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں فل اسکیپ ۲۸ رصفحات پر مشتمل ہے اس کے آخر میں قاضی عبدالرحیم بستوی قدس سرہ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ الحمد للہ اس تحریر کا عکس بھی

---

(۱) المرجع السابق

ناچیز کے پاس موجود ہے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کی نسبت ''بریلوی'' یہ ہندوستانی دیوبندیوں کے مقابلہ میں ہے، جن لوگوں نے ہم پر اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہونے کا دعوی کیا ہے وہ درحقیقت خود ہی اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس (اسلام و مسلمین سے خارج ہونے کی) تہمت سے بری ہیں بریلویت کوئی نیا دین یا نئی جماعت نہیں بلکہ یہ اہل سنت کی ہی جماعت ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے دین متین کی نشر واشاعت اور بدعات ومنکرات، گمراہوں وبدمذہبوں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کا رد بلیغ فرمایا۔ قادیانیت کے رد پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مدلل ومبرہن مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

(۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

(۲) قهر الدیان علی مرتد بقادیان

(۳) الجراز الدیانی

(۴) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

(۵) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن باطل وبدعتی فرقوں کا رد فرمایا انہوں نے آپ پر بہتان تراشیاں کیں خاص کر دیوبندیوں نے نئی جماعت ہونے کا الزام لگایا اور اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات رکھنے

والے لوگوں کو شہر بریلی کی جانب منسوب کر کے بریلوی کہنے لگے۔

لفظ "بریلوی" سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ

ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے یہ ناکام کوشش کی کہ اہل سنت و جماعت کو "بریلوی" کہنا درست نہیں ہے۔ وہ اس بات کے لیے درج ذیل عبارت سے استدلال کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ (دامت برکاتہم العالیہ) کا بھی یہی موقف ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقام پر اس عبارت کا خلاصہ اور ان کے شبہات کا ازالہ ضروری ہے۔ "اَلْحَقُّ الْمُبِیْن "کی عبارت یوں ہے:

"زعم قائل هذه الكلمة ما نصه: ظهرت في البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الإسلام و المسلمين و هي البريلوية۔

ورداً عليه نقول: نسبتنا أهل السنة و الجماعة إلى "البريلوية" ديدن الديوبندية من أهل الهند، و الذي اتهمونا من الخروج عن الإسلام و المسلمين هم أحق به و أجدر، و هذه التهمة بهم ألصق، و نحن بحمد الله عن هذه التهمة براء، و لا ندين "البريلوية" و لا ملة جديدة غيرها، إنما ندين الملة السمحاء البيضاء التي ليلها كنهارها، و لم نزل من أهل السنة، و في أهل السنة، و مع أهل السنة عن بكرة أبينا، و الله على مانقول وكيل۔۔"(۱)

(۱) اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص: ۳، المجمع الرضوی، بریلی شریف

ترجمہ: مقالہ نگار نے لکھا ہے: **ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔**

اس کے جواب ہم کہتے ہیں: ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے اور نہ کوئی دوسری نئی ملت، ہمارا دین وہ آسان روشن ملت ہے جس کی شب (روشنی میں) دن کی طرح، ہم اپنے آبا و اجداد سے اہل سنت و جماعت سے وابستہ ہیں، اہل سنت میں ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہیں اور ہماری اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے۔

(ا) پہلے اقتباس کا تجزیہ

جو لوگ "بریلوی" کہنے کو منع کرتے ہیں، وہ دلیل کے طور پر اس عبارت کو پیش کرتے ہیں:

"ظهرت فی البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهی البريلوية"۔

ترجمہ: ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

مذکورہ عبارت کو حضور تاج الشریعہ کی طرف منسوب کرنا تقیہ، دھوکہ اور الزامات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ عبارت دیوبندیوں کی ہے جسے حضور تاج الشریعہ نے ''الہدیٰ'' میگزین سے رد کرنے کے لیے نقل کیا ہے۔ اس کا تفصیلی رد بھی اسی اقتباس کے بعد یوں بیان کیا گیا ہے:

''ورداً علیه نقول: نسبتنا أهل السنة والجماعة إلى ''البريلوية'' ديدن الديوبندية من أهل الهند، والذي اتهمونا من الخروج عن الإسلام والمسلمين هم أحق به وأجدر، وهذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هذه التهمة براء، ولا ندين ''البريلوية''۔(۱)

ترجمہ: اس کے جواب ہم کہتے ہیں: ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج

(۱) اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص: ۳، المجمع الرضوی، بریلی شریف

ہونے والی) بریلویت ہے۔

لہٰذا اس اقتباس سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کرنا، اس کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا سفاہت بے وقوفی اور جہالت و نادانی ہے۔

(۲) دوسرے اقتباس کا تجزیہ

مخالفین دلیل کے طور پر یہ عبارت بھی پیش کرتے ہیں:

''نسبتنا أهل السنة والجماعة إلى ''البريلوية'' ديدن الديوبندية من أهل الهند۔''

ترجمہ: ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے۔

اس عبارت سے یہ تو مفہوم ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کو ''بریلوی'' کہنا دیوبندیوں کا طریق کار ہے۔ لیکن ہندوستانی سنیوں نے اپنی اس نسبت کو امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے شہر کی جانب کبھی بھی معیوب یا ناپسندیدہ نہیں سمجھا، بلکہ اس پر خوشی اور فخر محسوس کیا ہے۔ انھوں نے دیوبندیوں کے مقابلے میں خود کو ''بریلوی'' کہنا اور کہلوانا محبوب رکھا۔ یہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اگر عوام و خواص میں کوئی سنی اور غیر سنی کے درمیان امتیاز کرنا چاہے تو وہ پوچھتا ہے کہ ''بریلوی ہو یا نہیں؟'' جب کوئی خود کو صرف سنی کہتا ہے تو ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ دیوبندی بھی تو خود کو سنی کہتے ہیں۔ اس لیے مجبوراً یہ سوال کرنا پڑتا ہے کہ ''دیوبندی ہو یا بریلوی؟'' جب وہ ''بریلوی'' کہتا ہے تو دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ

معمولاتِ اہل سنت کو ماننے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلوٰۃ وسلام، قیام اور فاتحہ کرتے ہوئے دیکھا تو غیروں نے کہا "یہ بریلوی ہے"۔ اسی طرح اختیارِ مصطفیٰ، علمِ غیبِ مصطفیٰ، اور نورانیتِ مصطفیٰ کے قائل مسلمان کو دیکھ کر غیروں نے کہا "یہ بریلوی ہے"۔ گویا کہ لفظ "بریلوی" اہل سنت و جماعت کے لیے ایک پہچان اور علم بن گیا، جسے حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان کیا ہے:

"فصار البریلویۃ علماً و لقباً علیٰ اھل السنۃ و الجماعۃ"۔(۱)

ترجمہ: یہاں تک کہ لفظ "بریلوی" اہلسنت و جماعت کے لئے ایک پہچان اور لقب بن گیا۔

لہٰذا اس اقتباس سے بھی مخالفین کا استدلال درست نہیں ہے۔

(۳) تیسرے اقتباس کا تجزیہ

بعض لوگ "**ولا ندین البریلویۃ**" سے "بریلوی" نہ کہنے پر استدلال کرتے ہیں۔

"والذی اتھمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمین ھم أحق بہ و أجدر، وھٰذہ التھمۃ بھم ألصق، ونحن بحمد اللہ عن ھٰذہ التھمۃ براء، ولا ندین "البریلویۃ"۔

ترجمہ: اور اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت وجماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور

---

(۱) اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص: ۴، المجمع الرضوی، بریلی شریف

مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمداللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔

حالانکہ حضور تاج الشریعہ نے یہاں اس قسم کی "بریلویت" کا انکار کیا ہے جس کی صورت وہابیوں نے بگاڑ کر پیش کی اور اس بگاڑی ہوئی صورت کو "بریلوی" کا نام دیا۔ تو آپ نے اسی کے رد میں فرمایا کہ اگر تم اس مسخ شدہ صورت کو "بریلویت" کا نام دیتے ہو تو ہمارا دین ایسی "بریلویت" نہیں ہے جو اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہو۔ لہٰذا اس اقتباس سے بھی استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

دیوبندی الزامات کا رد

مذکورہ مقدماتی گفتگو فرمانے کے بعد دیوبندیوں کی جانب سے لگائے گئے الزامات کا جواب دینے سے پہلے قاسم نانوتوی کی تحذیرالناس، رشید احمد بنام خلیل احمد کی براہین قاطعہ، اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان اور تھانہ بھون سے شائع ہونے والے رسالہ "الامداد" سے ان کی کفریہ اور گمراہ کن عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد ان عبارتوں کی قباحت و شناعت سے آگاہ فرما کر دیوبندیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا ہے، اور یہ بھی واضح

فرمایا ہے کہ دیوبندیوں کو ان کے عقائد کفریہ خبیثہ کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین اور اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دیگر علمائے کرام جب ان کے گمراہ کن عقائد پر مطلع ہوئے تو انہوں نے ان کے کفر بلکہ جو مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر وعذاب میں شک کرے اس کے بھی کفر کا فتوی دیا ہے۔ان تمام اکابر علمائے کرام کے فتاوی کے مجموعہ کو ''حسام الحرمین'' میں جمع کیا گیا ہے۔جن اکابر علمائے کرام نے دیوبندیوں کے کفر کا فتوی دیا ہے انہیں میں سے مفتی مدینہ منورہ شیخ سید احمد آفندی برزنجی قدس سرہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''غایۃ المامول'' میں بیان فرمایا ہے۔

ان تمام باتوں کی وضاحت فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے رسالہ ''**الھدی**'' کا رد بلیغ فرمایا۔

دراصل دیوبندیوں کی طرف سے ہم اہل سنت و جماعت پر دو طرح کے الزامات لگائے گیے:

صریح جھوٹ پر مبنی الزامات

یہ وہ بہتان ہیں جو اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، لیکن دیوبندیوں نے جھوٹ اور بہتان کے ذریعے انہیں اہل سنت پر تھوپ کر کفر وشرک کا فتویٰ لگایا۔ یہ الزامات محض پروپیگنڈا ہیں اور اہل سنت و جماعت کے کسی عالم، فقیہ یا پیروکار نے ایسی باتیں نہ کہیں اور نہ ان کا کوئی ثبوت موجود ہے مثلا:

(۱) ہندوستان میں ”بریلوی“ نامی ایک نیا فرقہ ظاہر ہوا ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے تعلق رکھتا ہے۔

(۲) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں“۔

(۳) ہم اہل سنت و جماعت پر یہ الزام لگایا کہ ”ہم لفظ ”رب“ کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جائز مانتے ہیں“۔

(۴) ”ہم اپنے مخالفین مذہب تمام ائمہ مسلمین کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کی اقتدا میں نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں“۔

(۵) ہم (اہل سنت و جماعت) یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما کان و ما یکون کے لیے عالم الغیب ہیں، اور آپ ”حاضر و ناظر“ ہیں۔

(۶) ہماری طرف یہ بات منسوب کرنا کہ ہم خطبہ جمعہ میں یہ کہتے ہیں: ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال نہیں فرمایا“۔

(۷) ہماری طرف یہ بات منسوب کرنا کہ ”ہم نے قبروں کو گھر اور مسجد بنا لیا ہے“۔

قرآن وحدیث سے ثابت عقائد پر اعتراضات

یہ وہ عقائد و معمولات ہیں جو قرآن مجید، احادیث نبویہ اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے ثابت اور اہل سنت و جماعت میں رائج ہیں۔ دیوبندیوں نے

عناد، تعصب اور جہالت کی بنا پر ان عقائد کو کفر و شرک قرار دیا اور تمامی اہل سنت و جماعت کو مورد الزام ٹھہرایا۔

(۱) ہم اہل سنت و جماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "حاضر و ناظر" ہیں۔

(۲) ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ * عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾(۱)

مذکورہ آیت مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے یوں فرمایا:

"انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا"۔

اس ترجمہ پر اعتراض کیا۔

(۳) ﴿اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ﴾(۲)

آیت مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے یوں فرمایا:

"وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی"۔

اس ترجمہ پر اعتراض کیا۔

(۴) یہ اعتراض کرنا کہ ہم اہل سنت و جماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں"۔

---

(۱) القرآن الکریم، سورۃ الرحمن: ۵۵، الآیۃ: ۳، ۴

(۲) القرآن الکریم، سورۃ الرحمن: ۵۵، الآیۃ: ۳، ۴

حضور تاج الشریعہ ان وہابیوں، دیوبندیوں کے مکر وفریب، کذب و دجل، اور افترا و بہتان تراشی کے گھناؤنے پردوں کو چاک کر دیا، جھوٹ پر مبنی ان کے دعوؤں کی قلعی کھول دی، اور ان کے مکروہ عزائم کو عیاں کر کے ان کے بہتانات کا پردہ فاش کر دیا، جھوٹ کی عمارت کو منہدم کر دیا جو دیوبندیوں، وہابیوں نے بدنیتی، تعصب اور پروپیگنڈے کے ذریعے اہل سنت و جماعت کے خلاف تعمیر کی تھی۔

جن معتقدات اہل سنت کو ان وہابیوں نے کفر وشرک کہا آپ نے ان معتقدات کی وضاحت اس انداز سے کی ہے کہ پہلے دیوبندیوں کے ہم پر لگائے گئے بہتان والزام کو بیان کیا ہے پھر اس کے خلاف اپنے عقیدہ کو اہل سنت اور جماعت مسلمین کے موافق اپنی کتب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کی تحریرات سے ثابت فرمایا ہے جس کی تائید میں آپ نے اکابر علمائے اہل سنت کے افکارو نظریات سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہمارے معتقدات کو دیوبندیوں نے کفروشرک ہونے کا الزام دیا ہے حالاں کہ ایسے افکارونظریات خود ان کے اکابرو بزرگ اور پیشوا بھی رکھتے ہیں جن پر یہ حکم کفروشرک نہیں لگاتے۔

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کی علمی بصیرت، دینی غیرت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا ایک روشن آئینہ ہے۔ یہ رسالہ اگرچہ حجم میں مختصر ہے لیکن اپنی فکری قوت، دلائل کی پختگی، اور علمی شان کے اعتبار سے اہل سنت و جماعت کے لیے ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ اس میں قرآن مجید، احادیث نبویہ، سلف صالحین کے اقوال، اور علوم تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، اور کلام کی معتبر کتب سے ناقابل تردید

دلائل پیش کیے گئے ہیں، جو اہل سنت کے عقائد کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے دیوبندیہ و وہابیہ کے پیشواؤں کی اپنی تحریروں سے ان کے بہتانات کی عمارت منہدم کی اور اہل سنت کی عالمگیر ساکھ کو مضبوط کیا۔

کچھ اس ترجمہ کے بارے میں

طالب علمی کے زمانے میں ۱۰؍رجب المرجب ۱۴۲۷ھ کو مرشد کریم وارث علوم اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زیارت کے لیے بریلی شریف حاضر ہوا، اسی وقت یہ کتاب یہاں کے ایک کتب خانہ سے خریدی زمانہ طالب علمی میں اس کو پڑھا۔

زمانہ گزر جانے کے بعد ۱۹؍مئی ۲۰۱۶ء کو پٹنہ میں ایک سیمنار منعقد ہوا جس کے لیے میں نے ایک مقالہ بعنوان "تاج الشریعہ کی تصنیف الحق المبین ایک مطالعہ" لکھا۔ ۶؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو وصال فرمانے کے بعد یہ مقالہ ۱۵؍صفحات پر مشتمل پٹنہ سے "معارف تاج الشریعہ" میں شائع ہوا۔

اس سال ساتویں سالانہ عرس تاج الشریعہ کے وقت یہ خیال آیا کہ مرشد کی بارگاہ میں خراج عقید پیش کرنے کے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے اردو داں طبقہ کو پیش کر دیا جائے۔ یہ بارگاہ مرشد میں بہتر خراج عقیدت بھی ہوگی اور یہ کام دوسرے مسلمانوں کے لیے نفع بخش بھی ہوگا۔

الحمد للہ! اب اس کا ترجمہ، عربی عبارات کی تخریج کے اہتمام کے ساتھ مکمل

ہو چکا ہے۔

المجمع الرضوی سے شائع شدہ نسخے میں عناوین بھی قائم نہیں کیے گیے تھے، ہاں! دارالملک، بریلی سے شائع شدہ نسخے میں اس کا التزام خوب کیا گیا ہے۔ وقت ترجمہ میرے پیش نظر دونوں نسخے رہے دونوں سے مختلف طریقے سے فائدہ بھی حاصل کیا لیکن عناوین میں نے اپنی صواب دید پر قائم کیے ہیں۔

کتاب میں جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کی تحقیق وتخریج کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں جہاں بھی قرآنی آیات تھیں ان کو خاص علامتوں کے درمیان نقل کرنے کے بعد ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ آیات قرآنی کے ترجمہ کے لیے حتی الامکان کنزالایمان ہی سے ترجمہ نقل کیا گیا ہے۔

کچھ مقامات پر شخصیات وغیرہ کے ضروری تعارف کے لیے، مختصر حاشیہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

خطا ونسیان یہ انسان ہی کا خاصہ ہے اگر ترجمہ وغیرہ میں کوئی شرعی خامی قارئین کو نظر آئے تو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔ خدائے تعالیٰ راقم کی اس ادنی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور اس علمی وتحقیقی کتاب کو مقبول انام بنائے۔ آمین

۲۰ / صفرالمظفر ۱۴۴۷ھ

اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ

تاج الشریعہ، فقیہ اسلام

مفتی محمد أختر رضا خان قادری

رحمۃ اللہ تعالی علیہ

ترجمہ و تحقیق

محمد راحت خان قادری

المکتب النور

خطبة الکتاب

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہِ الکِرَامِ اَئِمَّۃِ الھُدٰی وَقُدوَۃِ الدِّینِ القَوِیمِ وَمَن تَبِعَھُم بِاِحسَانٍ اِلٰی یَومِ الدِّینِ صَلَاۃً وَّسَلَامًا دَائِمَینِ مُتَلَازِمَینِ بِاَلُوفِ التَّبجِیلِ وَالتَّکرِیمِ۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا!

ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں، اور اس کے رسولِ کریم، ان کی آل، ان کے تمام صحابہ کرام جو ہدایت کے امام اور دینِ قویم (سیدھے دین) کے نمونہ ہیں، اور ان تمام لوگوں پر جو قیامت تک احسان کے ساتھ ان کی پیروی کریں گے، ان سب پر ہزاروں تعظیم وتکریم کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی، لازم وملزوم صلاۃ و سلام بھیجتے ہیں۔

اس رسالے کی وجہ تصنیف

ابوظہبی سے نکلنے والے ''الہدیٰ'' نامی جریدے کا ایک تکلیف رساں مضمون میری نظر سے گزرا، جو اہل سنت وجماعت اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا قدس

سرہ(۱) پرا کاذیب واتہامات سے بھرا ہوا ہے۔ بلاشبہہ جریدے نے یہ سارے اکاذیب چند ایسے ہندوستانی افراد سے حاصل کیے ہیں جن کا مقصد اہل سنت وجماعت اور علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل اسلام، شیخ المسلمین، علامہ احمد رضا خان (اکرم اللہ مثواہ فی دار المقامۃ) پر بہتان تراشی کرنا ہے۔

بریلوی نامی نیا فرقہ ظاہر ہونے کا بہتان

مضمون نگار نے دعویٰ کیا:

"ہندوستان میں "بریلوی" نامی ایک نیا فرقہ ظاہر ہوا ہے جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے"۔

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ کے والد علامہ نقی علی خان اور دادا مولانا رضا علی خان جید علما تھے۔ آپ بچپن سے پاکیزہ اخلاق، سنت کی پابندی اور تقویٰ سے مزین تھے۔ صرف ۱۳ر سال ۱۰ر ماہ کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کے بعد فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔

آپ اس زمانے میں رائج تمام علوم وفنون میں حیرت انگیز مہارت رکھتے تھے خصوصیت کے ساتھ فقہ وفتاوی میں ایسی خداداد صلاحیت حاصل تھی کہ عرب وعجم کے مختلف بلاد سے علما ومفتیان کرام بھی ضرورت کے وقت آپ سے استفتا کر کے فتوی طلب فرماتے۔

پوری زندگی خدمت دین متین، ردِ مبتدعین ومرتدین میں صرف فرمائی، مختلف علوم وفنون پر آپ نے تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کی تمام تصانیف دلائل وبراہین اور تحقیقات انیقہ سے مزین ہیں جن میں فتاوی رضویہ فقہ حنفی کا عظیم شاہ کار ہے۔

۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں مدفون ہوئے ان کا مزار مبارک آج فیض بخش عام وخاص ہے۔

بہتان کا جواب

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت دیوبندیوں وغیرہ نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اہل سنت و جماعت سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں۔ نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی بات انھیں (دیوبندیوں) پر خوب صادق آتی ہے۔ ہم بحمداللہ! اس تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے اور نہ کوئی دوسری نئی ملت، بلکہ ہم اس صاف ستھری اور روشن ملت کے پیرو ہیں جس کی شب دن کی طرح عیاں ہے، ہم اپنے آبا و اجداد سے اہل سنت سے ہیں، اہل سنت میں ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہیں اور ہماری اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے۔

قادیانیت کے رد پر اعلیٰ حضرت کے رسائل

حضرت علامہ شاہ امام احمد رضا خان بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سنت

کی نصرت، بدعتوں کا قلع قمع کیااور اہل بدعت خصوصاً دیوبندیوں(۱) اور

(۱) دیوبندی فرقہ مدرسہ دیوبند سے منسوب ہے۔ یہ اسماعیل دہلوی کی اتباع کا دعویٰ کرتا ہے، اور تقویۃ الایمان کی تعلیمات کو قبول کرتا ہے، فقہ میں یہ امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے اور ان کی تقلید کرتا ہے۔تصوف اور طریقت کو مانتا ہے، اور سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ وغیرہ کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتا ہے۔

اس فرقے کے پیشواؤں میں ہندوستان میں رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، الیاس کاندھلوی (بانی تبلیغی جماعت)، زکریا کاندھلوی، حسین احمد ٹانڈوی مدنی، حبیب الرحمٰن اعظمی اور ابوالاعلیٰ مودودی (بانی جماعت اسلامی) وغیرہ شامل ہیں۔ ہندوستان میں اس کے مراکز دارالعلوم دیوبند، مظاہرالعلوم سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ اور ان کے علاوہ دوسرے مدارس اور بہت سے ادارے ہیں جو ہندوپاک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

دیوبندیوں کے دو متضاد مذاہب اور دو الگ الگ طریقے ہیں۔ایک مذہب انبیا اور اولیا سے متعلق ہے، جن کے بارے میں دیوبندیوں کا عقیدہ وہی ہے جو وہابیہ کا ہے، اور دوسرا مذہب دیوبندی علما واکابر سے متعلق ہے، جن کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ غیب جانتے ہیں، کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور اپنی حیات میں اور بعد وفات بھی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔وہ ان سے توسل اور استغاثہ بھی جائز اور درست مانتے ہیں۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں صریح گستاخیاں کی ہیں جس کی وجہ سے علمائے عرب وعجم نے ان کو کافر قرار دیا، بلکہ یہ فرمایا: ”جو ان کی کفریہ باتوں پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر وجہنمی ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“۔جن کتابوں میں یہ گستاخانہ باتیں لکھی ہوئی ہیں آج بھی دیوبندیوں کی طرف سے ان کو چھاپ کر شائع کیا جارہا ہے۔

[فتنوں کا ظہور اور اہل حق کا جہاد]

قادیانیوں(۱) کی سرکوبی فرمائی، انہوں نے قادیانیت کے رد میں دلائل و براہین پر مشتمل قیمتی رسالے تصنیف فرمائے جیسے:

(۱)السوء والعقاب علی المسیح الکذاب [۱۳۲۰ھ]

(۲)قھر الدیان علی مرتد بقادیان [۱۳۲۳ھ]

(۳)الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی [۱۳۴۰ھ]

(۴)الصارم الربانی علی اسراف القادیانی [۱۳۱۵ھ]

(۵)جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ [۱۳۱۶ھ]

---

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو لاہور میں انتقال کیا۔

مولوی گل علی شاہ سے علوم مروجہ حاصل کیے اور اپنے والد کے ساتھ انگریزی عدالتوں میں اپنے اجداد کے بعض دیہات کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مقدمات میں مشغول رہا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے وقت اس کی عمر ۱۷سال تھی۔ ۱۸۶۶ء میں سیالکوٹ کے گورنر کے دفتر میں بحیثیت کلرک اس کا تقرر ہوا اور تقریباً تیس سال تک اس ملازمت پر برقرار رہا۔ پھر تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا اور سب سے پہلے اپنی کتاب میں مسیحیوں کا رد کیا۔ اس طرح اس نے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا اور بڑی شہرت حاصل کرلی۔ پھر ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء میں اس نے اپنے متبعین کی ایک جماعت بنالی۔ پہلے اس نے دعوی کیا کہ وہ چودہویں صدی کا مجدد ہے اس پر اللہ کی جانب سے الہام ہوتے ہیں۔ پھر ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۵۷ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعوی کر بیٹھا۔ اسی کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ "کرشنا" ہے (کرشنا ہندوؤں کے ایک معبود کا نام ہے) اور بہت سی ایسی پیشن گوئیاں کیں جن کا کذب ظاہر ہوگیا۔ انبیا علیہم السلام کی عزتوں پر حملہ کیا اور سیدنا عیسی علیہ السلام کی توہین کی۔ تو علمائے اسلام نے اس کی تکفیر کی اور لوگوں کو اس کے فتنے سے آگاہ کیا۔ ماخوذ: [فتنوں کا ظہور اور اہل حق کا جہاد]

بریلوی اہل سنت و جماعت کے لیے ایک پہچان ولقب ہے

جن بدمذہبوں کا حضرت علامہ شاہ امام احمد رضا خان قدس سرہ نے رد فرمایا ان بدمذہبوں نے ان پر الزام تراشیاں کیں خصوصیت کے ساتھ دیوبندی کہ جب یہ ان کے ہم عقیدہ تمام اہل سنت و جماعت کو ہی نیا فرقہ کہنے لگے تو "بریلوی اہل سنت و جماعت کے لیے ایک پہچان اور لقب بن گیا"۔

دیوبندی خود مذہب اسلام سے خارج ہیں

اس تکلیف رساں مضمون کا جواب دینے سے پہلے میں دلائل سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہم اہل سنت و جماعت پر اسلام و مسلمین کی جماعت سے خارج ہونے کی الزام تراشی کی ہے وہ خود مذہب اسلام سے خارج اور طریقِ مسلمین سے بھٹکے ہوئے ہیں نہ کہ ہم اہل سنت و جماعت۔

قاسم نانوتوی کی عبارات

اب میں دیوبندی مولویوں کی وہ عبارتیں پیش کرتا ہوں جو ان کے گمراہ کن

عقائد میں واضح ہیں۔قاسم نانوتوی(۱)، بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیرالناس میں لکھا:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔(۲)

اسی میں ہے:

(۱) قاسم نانوتوی کی پیدائش ۱۲۴۸ھ میں ضلع سہارن پور کے ایک گاؤں نانوتہ میں ہوئی، درس نظامی کی مختلف کتابیں پڑھ لینے کے بعد انگریزوں کے" دلی کالج" میں داخلہ لے لیا۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد ایک لمبے زمانے تک "مطبع احمدی" دہلی، "مطبع مجتبائی" اور "مطبع ہاشمی" میرٹھ، وغیرہ مختلف طباعت خانوں میں ملازمت کرتے رہے۔

قاسم نانوتوی کو گستاخانہ خواب نظر آتے تھے کبھی خواب میں خود کو خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی چیز پر بیٹھے دیکھا، کبھی معاذ اللہ خود کو اللہ تعالیٰ کی گود میں دیکھا۔آپ کو گویا عورتوں سے سخت نفرت تھی، لیکن اس کے برعکس آپ بچوں سے بہت ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے اور ان کے کمر بند کھول دیا کرتے تھے۔وہ وعظ وتبلیغ کرنے والوں کو بے حیا کہا کرتے تھے اور اپنے متعلق کہا کہ میں (قاسم نانوتوی) بے حیا ہوں وعظ کہہ لیتا ہوں۔

جب قاسم نانوتوی کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مولوی محمود الحسن سے کہا مجھے کہیں سے ککڑی لاکر کھلاؤ، چنانچہ آپ ککڑی کھاتے کھاتے ۱۲۹۷ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔[ماخوذ: سوانح قاسمی، ارواح ثلاثہ، احسن نانوتوی]

(۲) تحذیرالناس، ص:۲، مطبع صدیقی، بریلی

”اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو
تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“۔(۱)

اسی میں مزید لکھا ہے:

”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی
نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے“۔(۲)

خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارات

رشید احمد گنگوہی کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی(۳) نے اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ میں لکھا:

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر

(۱) تحذیر الناس، ص: ۳۳، مطبع صدیقی، بریلی

(۲) تحذیر الناس، ص: ۱۶، مطبع صدیقی، بریلی

(۳) رشید احمد گنگوہی کے مرید و خلیفہ خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی کی پیدائش انبیٹھہ، سہارن پور میں ۱۲۶۹ھ کو ہوئی، اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں انبیٹھہ اور قاسم نانوتوی کے گاؤں نانوتہ میں حاصل کی، اس کے بعد انگریزوں کے حکومتی اسکول میں داخلہ لیا۔

اس زمانے میں دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ یہاں ان کے ماموں محمد یعقوب نانوتوی صدر مدرس تھے، ۱۲۲۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور یہاں سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، مدرسہ مصباح العلوم بریلی اور دارالعلوم دیوبند میں وغیرہ میں پڑھایا، ۱۳۴۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے‘‘۔(۱)

اسی سے پہلے یہ لکھا:

’شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے‘‘۔(۲)

مولوی اشرفعلی تھانوی کی عبارات

مولوی اشرفعلی تھانوی (۳) نے اپنی کتاب ’’حفظ الایمان‘‘ میں لکھا:

’’آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہوتو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و

(۱) براہین قاطعہ، ص:۵۱، بلالی سٹیم، ساڈھورہ ضلع انبالہ/ ایضا، ص:۵۵، دارالاشاعت، کراچی

(۲) براہین قاطعہ، ص:۵۱، بلالی سٹیم، ساڈھورہ ضلع انبالہ، ایضا، ص:۵۵، دارالاشاعت، کراچی

(۳) اشرف علی تھانوی کی پیدائش ضلع مظفرنگر کے ایک گاؤں ’’تھانہ بھون‘‘ میں ۱۲۸۰ھ کو ہوئی، ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں یہیں پڑھیں، پھر تھانہ بھون آ کر عربی کی ابتدائی اور فارسی کی اکثر کتابیں پڑھیں، درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم دیوبند سے کی۔

کانپور میں ایک عرصہ تک پڑھانے کے بعد پھر پوری زندگی تھانہ بھون میں گزاری، متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت پر علمائے عرب وعجم نے حکم کفر صادر فرمایا۔ ۱۳۶۲ھ کو تھانہ بھون میں ہی انتقال ہو گیا۔

بہائم کے لئے بھی حاصل ہے''۔(۱)

اب وہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے جوکہ اشرفعلی تھانوی کے تھانہ بھون سے شائع ہونے والے جریدہ ''الامداد'' میں مذکور ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے ایک مرید نے خواب دیکھا تو اس نے اشرف علی تھانوی کو ایک خط یوں لکھا:

''خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف ''**لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' پڑھتا ہوں، لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہیے، اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں، لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے...... اتنے میں بندہ بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا...... لیکن حالت بیداری میں کلمہ

(۱) حفظ الایمان، ص:۶، بلالی سٹیم، ساڈھورہ ضلع انبالہ

> شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے، بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دُوسری کروٹ لے کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ "**اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی**" حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں''۔ (۱)

اس کے جواب میں اشرفعلی نے لکھا:

> ''الجواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے''۔(۲)

قارئین! دیکھیے، ملاحظہ کیجیے!

اشرف علی نے کیسے اپنے مرید کو اس گناہِ عظیم کو نظرانداز کر دیا۔ اپنے مرید کو تسلی دی، اس سے توبہ وتجدیدِ ایمان کا مطالبہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کفرِ

---

(۱) الامداد، ج: ۳،ص: ۳۵، بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون، سہارن پور

(۲) الامداد، ج: ۳،ص: ۳۵، بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون، سہارن پور

صریح سے بیزاری کا اظہار کیا۔ جو کھلم کھلا کفر اس نے حالتِ بیداری میں متعدد مرتبہ بکا۔

کیا اب بھی اس میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے کہ اشرف علی اپنے مرید کے کفر سے راضی اور بے پرواہ تھا؟ میں نے جو بیان کیا، اشرف علی کی ایسی بہت سی بے دینی کی باتیں ہیں۔ تعجب ہے! یہ فرقہ خود دین سے خارج ہے اور ہم اہل سنت و جماعت پر دین سے خارج ہونے کی الزام تراشی و بہتان بازی کرتا ہے جس سے ہم بفضل الٰہی بری ہیں۔

علمائے حرمین نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیا

ہم نے ان کے عقائد کفریہ بیان کر دیے اور یہ بھی یاد رہے کہ امام احمد رضا خان قدس سرہ کے زمانے میں علمائے حرمین شریفین وغیرہ جب ان کے عقائد باطلہ پر مطلع ہوئے تو انہوں نے امام احمد رضا خان قدس سرہ کے استفتا کرنے پر ان کے کفر کا فتویٰ دیا بلکہ یہ فرمایا:

”جو ان کے کافر وجہنمی ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“۔

علامہ سید احمد آفندی نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیا

ان تمام اجلہ علمائے کرام کے فتاویٰ کے مجموعہ کا نام حسام الحرمین ہے۔ انہیں

اجلہ علمائے کرام میں سے ایک حضرت مولانا سید احمد آفندی برزنجی، مفتی مدینہ منورہ، اور ''غایة المامول'' کے مصنف ہیں(۱) جنہوں نے اپنی کتاب ''غایة المامول'' میں فرمایا:

(۱) شیخ شہاب احمد بن اسمٰعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی بن زین بن جعفر بن حسن بن عبد الکبیر بن محمد بن رسول شہروزی برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ۔ یہ سادات البرزنجی کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو مدینہ منورہ کے قدیم اور معزز گھرانوں میں سے ہے اور علم، فضیلت اور شرافت میں شہرت رکھتا ہے۔

ان کے آبا و اجداد کا تعلق کردستان کے شہر شہروز سے تھا، اور ان کے نویں جد سید محمد بن رسول پہلے شخص تھے جو وہاں سے مدینہ منورہ منتقل ہوئے۔ ابو سالم العیاشی نے اپنے سفر نامے میں ان کا ذکر مدینہ کے علماء میں کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے نوے سے زیادہ کتابیں مختلف علوم پر لکھی ہیں اور بعض نے انہیں ''مجدد'' کا لقب بھی دیا۔

ان کے خاندان کے کئی افراد نے مدینہ منورہ میں شافعیہ کے مفتی کے عہدے پر خدمات انجام دیں۔ ان کے دادا زین العابدین شافعی اور حنفی دونوں مذاہب میں فتویٰ دیتے تھے اور وہ معروف منظوم مولود [مولد البرزنجی] کے مصنف ہیں۔

آپ نے اپنے والد ابو النصر اسمٰعیل شہاب دحلان، شیخ عبد الغنی دہلوی اور شمس محمد موافی دمیاطی وغیرہ علما سے علم حاصل کیا۔

آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم، محقق و مدقق اور وسیع المطالعہ شخصیت تھے، فقہ، اصول فقہ، حدیث اور معقولات وغیرہ علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔

آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رسالة في مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه (۲) مقاصد الطالب في مناقب علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه (۳) النصيحة العامة لملوك الإسلام و العامة (۴) المناقب الصديقية (۵) غاية المأمول في تتمة منهج الوصول في تحقيق علم الرسول

آپ نے ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ [ماخوذ: معجم الشيوخ، حرف الألف، ج: ۱، ص: ۸۴/تا ص: ۸۸، دار الكتب العلمية، بيروت، معجم المؤلفين، ج: ۱، ص: ۱۰۴، مؤسسة الرسالة، معجم الادباء، باب الالف، ج: ۱، ص: ۱۰۸، دار الكتب العلمية، بيروت]

’’مدینہ منورہ میں ہندوستان سے ایک عالم آئے جن کا نام احمد رضا خان ہے جب ان سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے سب سے پہلے بتایا کہ ہندوستان میں کچھ لوگ ہیں جو کافر و گمراہ ہیں۔

پہلا فرقہ

ان میں سے ایک غلام احمد قادیانی ہے جو مثیل مسیح، وحی اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

دوسرا فرقہ

فرقۂ امیریہ،(۱) نذیریہ(۲) اور قاسمیہ(۳) ہیں جو کہتے ہیں:

(۱) امیر حسن سہسوانی اور امیر احمد سہسوانی کی طرف منسوب ہے۔
(۲) نذیر حسن دہلوی کی جانب منسوب ہے۔ ان کی کتاب ”معیار الحق“ کا رد بلیغ حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری [م ۱۲۸۶ھ] نے ”انتصار الحق“ کے نام سے فرمایا۔
(۳) قاسم نانوتوی کی طرف منسوب ہے۔

''اگر بالفرض بعدزمانۂ نبوی صلعم (۱)بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھربھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔(۲)

''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہوجب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔(۳)

---

(۱)مذکورہ عبارت میں درودشریف کی جگہ مخفف علامت بنائی ہے جب کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مقدس کے بعدمکمل درودشریف لکھتے اور پڑھتے ہیں اس کی جگہ مختصرکرکے ''صلعم'' یا صرف ''ص'' لکھنے کوعلما نے سخت منع فرمایا ہےعلامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی قدس سرہ[م ۱۲۳۱ھ]تحریرفرماتے ہیں:

''ویکره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله. وفي بعض المواضع عن التتارخانية: من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر لأنه تخفيف، وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك. ولعله إن صح النقل، فهو مقيد بقصد، وإلا فالظاهر أنه ليس بكفر، وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بَيِّناً. نعم، الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة۔''[حاشية الطحطاوی علی الدر المختار، ج: ۱، ص: ۱۹۲، دار الكتب العلمية، بيروت]

ترجمہ:''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کی جگہ(ص)وغیرہ اور''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کی جگہ(رض)لکھنامکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پرلکھا پڑھا جائے۔تاتارخانیہ میں بعض جگہ پر ہےجس نے درودوسلام ہمزہ(ء)اور میم(م)کےساتھ لکھااس نے کفرکیا کیوں کہ یہ عمل تخفیف ہےاورانبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں یہ عمل بلاشبہ کفرہے۔اگر یہ قول صحت کے ساتھ منقول ہوتو یہ مقید ہوگا اس بات کے ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصداًایسا کرے، ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ کافرنہیں باقی لزومِ کفرسے کفراس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب مختارتسلیم کیاجائے اوراس کامحل وہ ہوتاہے جہاں لزوم بیان شدہ اورظاہرہوالبتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایہام اورشبہ سے احترازکیاجائے۔

(۲)تحذیرالناس،ص:۱۶،مطبع صدیقی،بریلی

(۳)تحذیرالناس،ص:۱۶،مطبع صدیقی،بریلی

تیسرا فرقہ

وہابیہ کذابیہ، رشید احمد گنگوہی کے پیروکار ہیں جو کہتے ہیں:

یہ اس کی بھی تکفیر نہیں کرتے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق وقوع کذب بالفعل کا معتقد ہو اسی فرقہ کا رشید احمد گنگوہی (۱) کا عقیدہ ہے: شیطان کی وسعت علمی ثابت ہے اور علم کی یہ وسعت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت نہیں ہے۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے

---

(۱) رشید احمد گنگوہی کی پیدائش ۱۲۴۴ھ کو گنگوہ ضلع سہارن پور میں ہوئی سترہ سال کی عمر تک صرف ”ہدایۃ النحو“ تک کی تعلیم ہی پوری کر سکے پھر یہ بھی انگریزوں کے اسی اسکول میں داخل ہوگیے جہاں قاسم نانوتوی ایک سال پہلے ہی داخلہ لے چکے تھے یہاں سے ان دونوں کا تعلیمی سفر ایک ساتھ چلا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد گھر پر ہی رہے کوئی گھر پر پڑھنے آجاتا تو اس کو پڑھا دیتے ملازمت کی تلاش وجستجو میں رہتے، سہارن پور سے نواب شائستہ خان کے یہاں سے بچوں کو پڑھانے کی جگہ آئی، دس روپے مہینہ مشاہرہ طے کرکے پڑھانے لگے، لیکن یہ پیسے کم تھے لہٰذا پیسے کمانے کا دوسرا ذریعہ تلاش کیا، طب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور ہلکے پھلکے علاج کرنے لگے، اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کا یہ دھندہ خوب چلنے لگا۔

اسی طرح گنگوہ ہی میں رہے کئی کتابیں بھی لکھیں انہیں میں سے ایک کتاب ”براہین قاطعہ“ بھی ہے کہ جس کو خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع کیا گیا۔ اسی طرح ان کا ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہوگیا۔ (ماخوذ: مولانا رشید احمد گنگوہی حیات اور کارنامے)

تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔(۱)

اس فرقہ وہابیہ کذابیہ میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے اشرفعلی تھانوی ہے جس کا عقیدہ یہ ہے:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہوتو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے''۔(۲)

مولانا احمد رضا خان نے ان بدمذہبوں کے رد و ابطال پر ''المعتمد المستند''(۳) نام سے ایک رسالہ

(۱) براہین قاطعہ، ص:۵۱، بلالی سٹیم، ساڈھورہ ضلع انبالہ/ ایضا،ص:۵۵، دارالاشاعت، کراچی

(۲) حفظ الایمان،ص:۶، بلالی سٹیم، ساڈھورہ ضلع انبالہ

(۳) یہ ''المعتقد المنتقد''[۱۲۷۰ھ] علامہ معین الحق فضل رسول قادری عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ [م۱۲۸۹ھ] کی عربی زبان میں عقائد اہل سنت پر نہایت ہی اہم تصنیف ہے، اس کتاب میں بعض نئے اٹھنے والے فتنوں کی احسن طریقے سے سرکوبی کی گئی ہے اس کو مکہ معظّمہ کے ایک بزرگ کی فرمائش پر تحریر فرمایا۔اس کتاب میں بڑے بڑے نام ورعلمائے کرام جیسے مجاہد جنگ آزادی استاذ مطلق حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی، مفتی محمد صدرالدین خاں آزردہؔ صدرالصدور دہلی، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا حیدرعلی فیض آبادی وغیرہم نے گراں قدر تقریظات لکھیں اور کتاب کی تعریف وتحسین فرمائی۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ نے اس پر ایک وقیع اور جامع حاشیہ بنام تاریخی ''المستند المعتمد بناء نجاۃ الأبد''[۱۳۲۰ھ] تحریر فرمایا جو مختلف ممالک سے تحقیق وتخریج کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

تحریر فرمایا، انہوں نے مجھے اس رسالے کا خلاصہ دکھایا
جس میں انہوں نے ان فرقوں کے صرف اقوال کفریہ ذکر
کر کے اختصاراً ان کا رد کیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے اس
رسالے پر تقریظ وتصدیق لکھنے کے لیے کہا تو میں نے اس
پر تقریظ وتصدیق لکھ دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:
"اگر ان سے یہ اقوالِ شنیعہ ثابت ہیں تو وہ کافر و
گمراہ ہیں کیوں کہ یہ تمام اقوال اجماعِ امت کے خلاف
ہیں، میں نے اسی ضمن میں ان کے اقوالِ باطلہ کے رد پر
کچھ دلائل بھی اشارۃً ذکر کر دیے ہیں"۔(۱) (علامہ آفندی
برزنجی قدس سرہ کا کلام مکمل ہوا۔)

"الہدیٰ" جریدے میں شائع شدہ مضمون کا رد

یہ جو نقل ہوا یہ "غایۃ المامول" کی عبارت ہے اور خاص بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اس دیوبندی فرقے کی تکفیر کی گئی ہے اور انہیں لوگوں نے اس کتاب کو طبع کرا کے شائع کیا ہے۔(۲) اب میں مضمون کا رد کرتا ہوں جو "الہدیٰ" نامی

---

(۱) غایۃ المأمول في تتمۃ منہج الوصول في علم الرسول، ص: ۹، ۱۰، شرکۃ دار المشارع، بیروت

(۲) اس رسالہ کو ہندوستان میں سب سے پہلے "مولوی منور علی رامپوری" نے مطبع سعیدی رامپور سے شائع کروایا۔

جریدے میں شائع ہوا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کے انکار کا بہتان

تم نے ہم پر یہ بہتان باندھا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں"۔

بہتان کا جواب

ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا کیوں انکار کریں گے؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور تمام علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر نہیں ہے، ہم انہیں علمائے اہل سنت کی اقتدا و پیروی کرتے ہیں اور ان کے ہی عقیدے کے مطابق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن ہم جیسے بشر نہیں بلکہ خیر البشر اور خیر البریہ ہیں۔ ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں جو سرے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر ہو۔

نور و بشر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علامہ امام احمد رضا خان (**أعز الله تعالى فى دار المقامة**) نے اپنے فتاویٰ میں اس کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

"جو یہ کہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے، **اشهد ان محمدا عبده**

ورسوله صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔(۱) قال اللہ تعالٰی:﴿وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ﴾(۲) وقال تعالٰی:﴿نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾(۳) وقال تعالٰی: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ﴾(۴)وقال تعالٰی:﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا﴾(۵)وقال تعالٰی: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾(۶)وقال تعالٰی: ﴿فَاَوْحٰٓی اِلٰی

---

(۱) ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۲) ترجمہ: اللہ تعالٰی نے فرمایا: "اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا"۔ [القرآن الکریم، سورۃ الجن: ۷۲، الآیۃ: ۱۹]

(۳) ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: "جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو"۔ [القرآن الکریم، سورۃ الفرقان: ۲۵، الآیۃ: ۱]

(۴) ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: "پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا"۔ [القرآن الکریم، سورۃ بنی اسرآءیل: ۱۷، الآیۃ: ۱]

(۵) ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: "اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا"۔ [القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲، الآیۃ: ۲۳]

(۶) ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: "سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری"۔ [القرآن الکریم، سورۃ الکہف: ۱۸، الآیۃ: ۱]

عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی﴾(۱) اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے حقیقت باطنی بشریت سے ارفع واعلٰی ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، قال تعالٰی: ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّی هَلْ کُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا﴾(۲)

ان لوگوں پر اللہ سبحانہ وتعالٰی کی لعنت ہو جو ہم پر اور ہمارے امام شیخ علامہ احمد رضا خان (أسكنه الله فسيح الجنان) پر یہ جھوٹا بہتان لگاتے ہیں کہ ہم خیر البشر والجان حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بشریت کا (معاذ اللہ!) انکار کرتے ہیں۔ اس بہتان کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں جو امام احمد رضا خان نے اپنے ترجمہ قرآن کنز الایمان میں ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾(۳) آیت مبارکہ کے تحت فرمایا: ”تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں“۔ کیوں کہ شیخ نے آپ کی بشریت کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ اس مماثلت و برابری کا انکار کیا ہے جو نبی اور غیر نبی کے درمیان

(۱) ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: ”اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی“۔ [القرآن الكريم، سورة النجم: ۵۳، الآية: ۱۰]

(۲) ترجمہ: ”تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا“۔ [القرآن الكريم، سورة بنی اسرآءيل: ۱۷، الآية: ۹۳]

● فتاوی رضویہ، ج: ۶، ص: ۶۷، رضا اکیڈمی، ممبئی

(۳) القرآن الكريم، سورة الكهف: ۱۸، الآية: ۱۱۰

مساوات کا وہم پیدا کرتی ہے، انہوں نے یہ بتایا کہ آیت مبارکہ میں مماثلت ظاہری بشریت سے متعلق ہے یعنی ظاہری بشریت میں ہماری مانند ہیں لیکن حقیقت میں ہماری طرح نہیں ہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی امتیازی خصوصیات و صفات عطا کی گئی ہیں جن کی وجہ سے آپ تمام بشر اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز ہیں۔

نور و بشر کے متعلق علامہ قاضی عیاض کا نظریہ

تمام انبیائے کرام ظاہری طور پر بشر ہیں لیکن حقیقت میں عام بشر نہیں ہیں"۔ یہ قول اگر کفر ہے تو کیا یہ دیوبندی فرقہ اتنی ہمت رکھتا ہے کہ حضرت علامہ امام قاضی عیاض مالکی (۱) کو بھی کافر کہے کہ جنہوں نے شفا شریف میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"پس ان کے ظواہر واجساد اور اجسام اوصافِ بشر سے متصف ہوتے ہیں اور ان پر بشر کے سے عوارض، بیماریاں، موت وفنا وغیرہ صفاتِ انسانیہ طاری ہوتی ہیں، ان کی ارواح وباطن اوصافِ بشر سے بلند تر صفات کے ساتھ متصف اور فرشتوں کے ساتھ متعلق ہوتے، صفاتِ ملائکہ سے مشابہہ،

(۱) حافظ الحدیث ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض سبتی مالکی علیہ الرحمہ [م ۵۴۴ھ] عظیم محدث، مؤرخ، ادیب اور فقہ شافعی کے جلیل القدر فقیہ تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں یادگار چھوڑیں جن میں سے "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی" کو خصوصی مقبولیت حاصل ہوئی۔

تغیر وزوال سے پاک اور نقائص سے مبرا ہوتے ہیں، ان پر غالباً عجز بشریت وضعفِ انسانیت اثر انداز نہیں ہوتی۔ پھر یوں کہا: پس وہ اپنے جسم اور ظاہری حالات کے اعتبار سے انسانوں کے ساتھ ہیں، اور اپنے باطن و روحانیت کے لحاظ سے فرشتوں کے ساتھ ہیں، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”(اگر میں اپنی امت میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا) لیکن وہ اسلامی بھائی ہیں اور تمہارا رفیق رحمٰن کا خلیل ہے۔ اور مزید فرمایا: ”میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر میرا دل جاگتا رہتا ہے“۔(۱)

نور و بشر کے متعلق علامہ شہاب خفاجی کا نظریہ

یہ فرقہ دیوبندیہ حضرت علامہ امام شہاب احمد خفاجی مصری(۲) علیہ الرحمہ کی تکفیر کرنے کی بھی جرأت کرسکتا ہے؟ کہ جنھوں نے اپنی کتاب **”نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض“** میں یوں فرمایا:

---

(۱) **الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثالث: فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۲۰۴، ۲۰۵، دار الفیحاء، بیروت**

(۲) علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی مصری [م ۱۰۶۹ھ] آپ اپنے وقت کے جلیل القدر حنفی عالم اور عمدہ مفسر وشاعر اور ادیب تھے، سلطان مراد عثمانی کے زمانے میں مصر کے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔

"حاصل کلام یہ ہے کہ ان کے باطن اور ان کی روحانی قوتیں ملکوتی ہیں اسی باطنی وروحانی ملکوتی قوت کی وجہ سے وہ مشرق ومغرب کو ملاحظہ فرماتے، آسمان کی آوازیں سنتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام جب ان کی بارگاہ میں آنا چاہتے ہیں تو وہ (انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام) ان کی خوشبو سونگھ لیتے ہیں جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھی تھی اسی باطنی وروحانی ملکوتی قوت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمانوں کی معراج کرائی گئی"۔(۱)

اسی میں "شفا شریف" کی شرح کرتے ہوئے حدیث مبارکہ "**لکن صاحبکم خلیل الرحمٰن**" کے تحت فرمایا:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "**صاحبکم**" فرمایا "**ولکنی**" نہیں فرمایا حالاں کہ "**ولکنی**" زیادہ مختصر وواضح ہوتا اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلق ان کے ساتھ حقیقت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ صرف

---

(۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث: فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، ج:۵، ص: ۱۴۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ظاہر کے اعتبار سے ہے"۔(۱)

شفا شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"**تنام عینای و لا ینام قلبی**" یعنی میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا اس کے تحت آپ یوں فرماتے ہیں:

> "یہ دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظاہر انسانی ہے اور باطن ملکوتی یعنی فرشتوں جیسا ہے اسی لیے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند وضو نہیں توڑتی، جیسا کہ اس پر صراحت کی گئی، اور امت میں سے کسی کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نیند کے بعد وضو فرمانا استحباب کے طور پر تھا، یا دوسروں کو سکھانے کے لیے، یا کسی ایسی چیز کے پیش آنے کی وجہ سے جو اس کا تقاضا کرتی تھی"۔(۲)

کیا یہ دیوبندی و وہابی تمام مسلمانوں کی تکفیر کرنے کی ہمت رکھتے ہیں کیوں

---

(۱)نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث:فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، ج:۵، ص:۱۴۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲)نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث:فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، ج:۵، ص:۱۴۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کہ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام ظاہری طور پر بشر ہیں، لیکن باطنی اعتبار سے ان کی حقیقت بشری جنس سے بالا ہے۔

یہ بات امام قاضی عیاض نے "شفاء" میں اور علامہ شہاب خفاجی نے اس کی شرح میں واضح طور پر بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

> "ہر نبی اگرچہ بشری جنس سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی بشری جبلت پر وہی چیزیں جائز ہیں جو دیگر انسانوں پر جائز ہیں، لیکن اس کے باوجود قطعی دلائل اور اجماعِ امت (یعنی ان لوگوں کا اجماع جن کا اجماع معتبر ہے) اس بات پر قائم ہے کہ نبی عام انسانوں کی جنس سے بالا ہیں، اور بہت سی آفات سے منزہ و پاک ہیں"۔(۱)

نور العرفان(۲) کی ایک عبارت پر اعتراض کا جواب

اس سے ہی واضح ہو گیا کہ تم نے ہم پر جو الزام لگایا وہ جھوٹا بہتان ہے۔

---

(۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث: فیما یجب للنبی ﷺ الخ، ج:۵، ص:۱۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) تفسیر نور العرفان، جس کا مکمل نام "حاشیة القرآن نور العرفان علیٰ کنز الایمان" ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی [م ۱۳۹۱ھ] کی مختصر قرآنی تفسیر ہے۔

یہ تفسیر قرآن کے معنی اور مقصد کو سمجھنے کا ایک انمول سرمایہ ہے۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود نہایت ہی جامع ہے، جس میں آیاتِ قرآنی کے مطابق لفظی تشریح، گرامر کے نکات، شانِ نزول، فقہی مسائل، صوفیانہ مفہوم، آج کے دور کے مسائل کا حل اور اہم سبق آسان اور مؤثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

"کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن"(۱) یہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ والرضوان کا ترجمہ قرآن ہے اور جو نور العرفان (نور العرفان مفتی احمد یار خان نعیمی کی ہے اس کو امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ والرضوان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔) کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے:

---

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی منظوم ومنثور علمی وتحقیقی تصانیف میدانِ علم و تحقیق میں امتیازی شان وشوکت کے ساتھ رائج ومقبول ہیں لیکن آپ کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ اشاعت وفروغ کنز الایمان، فتاوی رضویہ اور حدائقِ بخشش کو حاصل ہوا، ان میں بھی جو اشاعتی فروغ کنز الایمان کو ملا وہ دیگر کو نہیں ملا۔

کنز الایمان کے اب تک ہندی، انگریزی، ڈچ، ترکی، بنگالی، سندھی، پشتو، گوجری، گجراتی، سرائیکی، چترالی، ماریشش کی کربول اور سری لنکا کی تمل وغیرہ زبانوں میں ایک درجن سے زائد ترجمے کیا جا چکے ہیں اور خزائن العرفان، نور العرفان، تفسیر نعیمی اور صراط الجنان وغیرہ مختصر وتفصیلی تفسیریں اس ترجمہ پر لکھی جا چکی ہیں، برصغیر ہندوپاک، نیپال وبنگلہ دیش، امریکہ وبرطانیا، افریقہ وافغانستان، سری لنکا وزمبابے، کناڈا واسٹریلیا، ماریشش اور حرمین شریفین وغیرہ میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں اس کو شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

کنز الایمان صحیح معنوں میں ترجمانِ قرآن ہے اگر کوئی محقق مفسر اس کو تفسیری لحاظ سے مطالعہ کرے، بہتر طریقے سے جانچے اور پرکھے تو وہ ترجمۂ قرآن کنز الایمان کو ابن مسعود ومجاہد، احلام ومقاتل، سفیان و وہب، راضی وبیضاوی، خازن وسیوطی، حقی وتستری، نسفی والوسی، بغوی وواسطی، مسعود ونیشاپوری، طبری وابن منذر، ابن ابی حاتم وماتریدی، سمرقندی وابن فورک، ثعلبی وماوردی، قشیری وسمعانی، اصفہانی وزمخشری اور حضرت علامہ محلی وغیرہ کی تفسیروں کا لبِّ لباب، ان کا خلاصہ ومختصر پائے گا، اور اگر کوئی عقائد ونظریات کا محقق عقیدے کے نظریہ سے اس کو پڑھے تو وہ یہی پائے گا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کا ترجمہ قرآن ابن عربی وقاضی عیاض، امام قسطلانی وعسقلانی، زرقانی واصفہانی، خفاجی وایجی، علامہ طاہر فتنی وحلبی، ملا علی قاری وامام مکی، امام ابن عطا وعلامہ ابن سلامہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی ومحدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقائد ونظریات کا محافظ وپاسبان ہے۔

”مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے
میں ہے، حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں
نور ہیں“۔(۱)

یہ نہ تو کفر ہے اور نہ ہی اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار لازم آتا ہے اس میں تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم اور ساخت کے لحاظ سے بشر (انسانوں) جیسے ہیں، اور اپنی باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بشر سے ممتاز (مختلف) ہیں، اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ پس ہمیں کافر قرار دینے والے لوگ خود کفر کے زیادہ مستحق وحق دار اور اہل ہیں، کیوں کہ انہوں نے مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کی، اور اس طرح وہ خود اس واضح کفر میں جا گرے جس کی جھوٹی تہمت انہوں نے ہم پر لگائی تھی۔

دیوبندیوں کے امام و پیشوا اسماعیل دہلوی نے ”تفویة الایمان“ میں بغیر تعظیم کے انبیائے کرام علیہم السلام کو ”محض بشر اور عاجز و بے اختیار بندے کہا ہے“، (۲) اسی سے یہ بات ان کے دلوں میں بیٹھ گئی کہ آیت کریمہ میں مماثلت حقیقی مراد ہے مماثلت ظاہری نہیں، وہ یہ نہیں جانتے کہ اسماعیل دہلوی کا یہ قول حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں کھلی توہین اور پہلے زمانے کے کفار کی اتباع و پیروی پر مشتمل ہے، کہ جن کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے:

(۱) نور العرفان مع کنز الایمان، سورۃ الکھف: ۱۸، الآیة: ۱۱۰
(۲) تقویۃ الایمان، ص: ۲۵، مطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنؤ

﴿قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ (۱)" (کفار) بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو"۔

جس سے شان میں تنقیص کا شائبہ ہو اس کا بیان ناجائز ہے

قارئین! اس فرقہ کے پیشوا و امام کی یہ گستاخانہ بکواس اور ہمارے بزرگ علمائے کرام کے ادب میں کتنا بڑا فرق ہے کہ جو ادب و احترام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لازم وضروری جانتے ہیں کہ خبروں میں "راع" وغیرہ ایسے الفاظ کہ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نقص کا ادنی شائبہ ہو اس کو بھی ذکر نہیں فرماتے ہیں۔

جس تقریر میں خلاف تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شائبہ ہو اس کا حکم

"نسیم الریاض" میں ہے:

"حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ وعظ کہنے والے عوام کے سامنے محفل میلاد شریف میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن میں تعظیم کے خلاف کا شائبہ ہوتا ہے، تاکہ لوگوں پر رقت و ملال کی کیفیت طاری ہو جائے جیسا کہ ان کا تقریر میں یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

---

(۱) القرآن الکریم، سورۃ ابراھیم: ۱۴، الآیۃ: ۱۰

کو کوئی داعی نہیں لے رہی تھی کہ حلیمہ نے ان پر شفقت کرتے ہوئے لے لیا اور ان واعظوں کا یہ بیان کرنا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بکریاں چراتے تھے اور اس کے متعلق یہ شعر پڑھنا:

"اپنی بکریوں کے ریوڑ کو محبوب چرانے چلا تو کیا ہی اچھا ہو کہ اس چرانے والے کے لیے میرا دل چراگاہ بن جائے"۔

تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"خبر سے ہر اس بات کو حذف کر دینا چاہیے جس سے کسی نقص کا شائبہ ہو اگرچہ وہ کمی نہ بھی ہو پھر بھی اس نقص کے شائبہ کی وجہ سے اس کا حذف کرنا واجب ہے"۔(۱)

نور و بشر کی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے توضیح

نور العرفان کی عبارت:

"حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر حقیقت میں نور ہیں"۔(۲)

---

(۱)نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث:فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، ج:٦، ص:١٦٣، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲)نور العرفان مع کنز الایمان، سورۃ الکهف:١٨، الآیة:١١٠

یہ عبارت کفر نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کریم کے موافق ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِينٌ﴾(۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

مفسرین کرام نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام گارے کی منزل طے کر رہے تھے"۔(۲)

مجھے یہ دیوبندی لوگ بتائیں کہ یہ اس حدیث کے بارے میں کیا کہیں گے؟

یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حقیقت محمدیہ (**علی صاحبها الف الف تحية**) ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھی اس وقت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بشر تھے یا بشر کے علاوہ کچھ اور؟

تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اگر وہ دیوبندی یہ کہیں کہ بشر تھے، تو کیا تم نے کبھی کسی ایسے بیٹے کے بارے میں سنا ہے جو باپ سے پہلے

---

(۱)القرآن الکریم، سورة المائدة:۵، الآیة:۱۵

(۲)مسند أحمد، ج:۲۸، ص:۳۷۹، مؤسسة الرسالة، بیروت

●المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱۸، ص:۲۵۲، مکتبة ابن تیمیة، القاهرة

موجود ہو گیا ہو؟ اور اگر وہ (دیوبندی) یہ کہیں کہ اس وقت بشر نہیں تھے تو پھر اس قول کہ" آپ ظاہری صورت میں بشر ہیں لیکن حقیقت قدسیہ کے اعتبار سے غیرِ بشر ہیں۔" پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں؟ حقیقت محمدیہ (**علی صاحبها الف الف تحية**) کو"نور" کہنا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس وجہ سے ہماری تکفیر کرنا یہ بلا وجہ کی تکفیر اور قرآن کے بعض حصہ پر ایمان لانا اور بعض حصہ کا انکار کرنا ہے۔

رب کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جائز ماننے کا بہتان

مضمون نگار نے ہم پر یہ الزام لگایا کہ" ہم لفظ"رب" کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جائز مانتے ہیں"۔

بہتان کا جواب

یہ سراسر بہتان اور دعویٰ بلا دلیل ہے، دعویٰ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اس بات کو دلیل سے ثابت کرے کہ ہم نے کہاں لفظ"رب" کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا ہے؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں تصرف فرماتے ہیں"۔ ہمارے اس اعتقاد سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم لفظ"رب" کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جائز مانتے ہیں، اس کو دلیل بنا کر یہ کہنا کیسے درست ہو گا کہ

ہم لفظ"رب" کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جائز مانتے ہیں؟ مضمون نگار پر لازم ہے کہ جو اس نے کہا اس کو ثابت کرے اور اس بات کا حوالہ دے کہ ہماری کون سی کتاب میں لفظ"رب" کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر کیا گیا ہے؟ یہ کتنی بھی کوشش کرلیں اس کو قیامت تک ثابت نہیں کر پائیں گے۔ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهٰنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾(۱) ترجمہ: تم فرماؤلاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔

فرشتے کائنات میں تصرف فرماتے ہیں

"حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کائنات میں تصرف فرماتے ہیں" اس کو ہمارا عقیدہ بتانا یہ تو درست بات ہے واقعی ہمارا عقیدہ یہی ہے اور اس میں کچھ بھی دین اسلام کے خلاف نہیں ہے اس وجہ سے ہماری تکفیر کرنا بہت گندی حرکت، سخت جرأت اور شریعت مطہرہ پر بہتان ہے، بے شک اللہ تعالی نے اپنے بعض بندوں کو تصرفات عطا فرمائے ہیں اور فرشتوں کو کاموں کا انتظام کرنے والا بنایا۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾(۲) ترجمہ: "قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں"۔

امام راغب اصفہانی "المفردات فی غریب القرآن" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو

---

(۱)القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲، الآیۃ: ۱۱۱

(۲)القرآن الکریم، سورۃ النّٰزِعٰت: ۷۹، الآیۃ: ۱

جسموں سے روحوں کو قبض کرتے ہیں"۔(۱)

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾(۲) ترجمہ: پھر کام کی تدبیر کریں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" ایسے فرشتے جو انتظام امور پر مقرر کیے گئے ہیں"۔(۳)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام قاضی بیضاوی فرماتے ہیں:

"یہ ملک الموت کی صفات ہیں۔آگے فرماتے ہیں یا یہ آیات فاضل نفسوں یعنی نیک روحوں کی صفات ہیں۔ کیونکہ انتقال کے وقت ان کو بہت تیزی سے کھینچا جاتا ہے جیسے کمان کھینچنے والا پوری طرح سے کھینچتا ہے اور وہ عالم ملکوت کی طرف بہت تیزی سے بڑھتے ہیں اور اس میں تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر وہ حضائر قدس یعنی مقدس مقامات کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنی قوت وشرافت کی وجہ سے مدبرات میں سے ہو جاتے ہیں"۔(۴)

---

(۱)المفردات فی غریب القرآن، ص:۷۹۸، دار الشامیة، بیروت

(۲)القرآن الکریم،سورة النّٰزعٰت: ۷۹، الآیة:۵

(۳)المفردات فی غریب القرآن، ص:۳۰۷، دار الشامیة، بیروت

(۴)أنوار التنزیل و أسرار التأویل المعروب بتفسیر البیضاوی، ج:۵، ص:۲۸۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت

حضرت امام قاضی بیضاوی(۱) نے جو فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے اولیائے کرام کو امور کی تدبیر کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿قُلْ یَتَوَفّٰکُم مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِی وُکِّلَ بِکُمْ﴾(۲) ترجمہ: "تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحب آصف بن برخیا کی حکایت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِی عِندَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیکَ بِہٖ قَبْلَ اَن یَّرْتَدَّ اِلَیکَ طَرْفُکَ﴾(۳)

ترجمہ: "اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے"۔

---

(۱) امام قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [م ۶۸۵ھ] ایک عظیم علمی شخصیت تھے، "بیضاء" نامی ایک بستی آپ کا اصلی مسکن ہے یہیں آپ پیدا ہوئے اور اسی کی طرف منسوب ہوکر "بیضاوی" کہلاتے ہیں، آپ شافعی المذہب تھے۔

آپ ایک ممتاز مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآن مجید کی مشہور تفسیر "أنوار التنزيل وأسرار التأويل"ہے، جو عام طور پر "تفسیر بیضاوی" کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، آپ کی اہم تصانیف میں علم فقہ پر لکھی گئی کتاب "منہاج الوصول" بھی شامل ہے، جو فقہی علوم کا ایک بڑا خزانہ سمجھی جاتی ہے۔

(۲) القرآن الکریم، سورۃ السجدۃ: ۳۲، الآیۃ: ۱۱

(۳) القرآن الکریم، سورۃ النمل: ۲۷، الآیۃ: ۴۰

اللہ تعالیٰ نے اولیا کو نیابت وخلافت کا شرف عطا فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو نیابت وخلافت کا شرف عطا فرمایا ہے اسی لیے تو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِی جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ﴾(۱)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا۔

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اولیا اس کے خلیفہ ونائب بن گئے، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف سے قائم ہیں، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اپنے ان اولیا کے لیے ایک شرف ہے جنہیں اس نے اپنا خلیفہ ونائب بنایا ہے، کیوں کہ کسی دوسرے کی نیابت اور اس کی طرف سے اس کے معاملے کو سنبھالنے کو خلافت کہتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی نے "المفردات فی غریب القرآن" میں فرمایا:

"کہا جاتا ہے کہ "فلاں نے فلاں کی نیابت کی" یعنی وہ اس کی موجودگی میں یا اس کے بعد اس کا قائم مقام بنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنکُم مَّلٰٓئِکَةً فِی الۡاَرۡضِ یَخۡلُفُونَ﴾(۲)

(۱)القرآن الکریم، سورة الأنعام: ٦، الآیة: ١٦٥

(۲)القرآن الکریم، سورة الزخرف: ۴۳، الآیة: ٦٠

ترجمہ: ”اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے بساتے“۔

خلافت سے مراد کسی دوسرے کی نیابت ہے، خواہ اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہو، یا اس کی موت کی وجہ سے، یا اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے، یا پھر خلیفہ بنائے جانے والے کی تشریف (عزت افزائی) کے لیے ہو اور اسی آخری وجہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ﴾(۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا۔

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ﴾(۲)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا“۔(۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان کو ہر جگہ انسان کو گمراہ کرنے کی طاقت عطا فرمائی

(۱)القرآن الکریم، سورۃ الفاطر: ۳۵، الآیۃ: ۳۹

(۲)القرآن الکریم، سورۃ الأنعام: ۶، الآیۃ: ۱۶۵

(۳)المفردات فی غریب القرآن، ص: ۲۹۴، دار الشامیۃ، بیروت

ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے“۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات میں تصرف فرماتے ہیں

سید المرسلین اور امام الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں ان ہی کے صدقے میں کائنات وجود میں آئی اور ان ہی کے لیے پیدا کی گئی۔ تم ان کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو کہ کیا وہ کائنات میں تصرف کرنے سے عاجز ہوں گے؟ اولیائے کرام اور ملائکہ علیہم السلام جن کے مراتب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درجہ میں کم ہیں ان کے بارے میں تو قرآن نے ان کے کائنات میں تصرف کرنے کی تصریح کی ہے۔ کسی کو بھی اس میں شک وشبہ نہیں ہے کہ شیاطین پورے عالم میں گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذریعے تصرف کرتے ہیں حالاں کہ شیاطین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند اور شر البریہ (بدترین مخلوق) ہیں۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ملعونوں کو تو کائنات میں تصرف کی طاقت عطا فرمائے اور رسولوں (علیہم الصلاۃ والسلام) میں سے جن کو منتخب فرمایا، خیر البریہ (مخلوق میں سب سے بہتر) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں تصرف کرنے سے محروم رکھے؟

﴿مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ٭ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ٭ اِنَّ لَكُمْ

(۱)صحیح البخاری، ج:۳، ص:۵۰، دار طوق النجاۃ، بیروت

فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ﴾(۱)

ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے اس میں پڑھتے ہو۔ کہ تمہارے لئے اس میں جو تم پسند کرو۔

واقعی اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کرنے سے کسی کے لیے تصرف کا اثبات کفر ہے جو ملت سے خارج کر دے، تو یہ ایسی چیز ہے جس سے قرآن بھی خالی نہیں، بلکہ قرآن اس سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہم نے تم پر وہ آیات تلاوت کی ہیں جو تم جانتے ہو، تو اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لاؤ گے؟

ہمارا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات میں اگر متصرف ماننا کفر ہوتا؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں متصرف اعتقاد کر کے اگر ہم کافر ہو گئے جیسا کہ وہ (وہابیہ) دعویٰ کرتے ہیں، تو کیا وہ خود مؤمن ہیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ خود کافر ہیں، کیونکہ انہوں نے قرآن کی نصوص کا انکار کیا اور مسلمانوں کو بغیر کسی دلیل کے، محض گمان کی بنا پر کافر ٹھہرایا، لیکن وہابیہ ایسی قوم ہے جو جہالت میں مبتلا ہے۔

ابن قیم نے عام لوگوں کا متصرف ہونا ثابت کیا

یہ (بدمذہب) لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف کے منکر ہیں، جو شخص بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر اولیائے کرام کے لیے اس

(۱) القرآن الکریم، سورۃ القلم: ۶۸، الآیۃ: ۳۶، ۳۷، ۳۸

تصرف کوثابت کرتا ہے اسے کفر کا الزام دیتے ہیں جب کہ ابن قیم (۱) جو ان لوگوں کا امام پیشوا ہے، اس نے بھی ان چیزوں کی صراحت کی ہے جو درج ذیل ہیں:

> "نفوس (روحوں) کے اثرات کا ایک دوسرے پر ہونا ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی بھی سلیم الحس یا صحیح عقل والا شخص نہیں کرسکتا، بالخصوص جب وہ جسمانی تعلقات اور رکاوٹوں سے کسی حد تک آزاد ہوں۔ اس وقت ان کی قوتیں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں اور اسی حساب سے اضافہ ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ اپنی خواہشات کی مخالفت کر کے انہیں عالی اخلاق جیسے پاکدامنی، شجاعت، عدل اور سخاوت پر قائم کریں، اور رذیل اخلاق و اوصاف سے پرہیز کرنے سے ان کا عالم میں اثر و رسوخ بہت زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے، ایسا اثر جس کو جسم اور اس کے عوارض

---

(۱) شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز زرعی دمشقی یعنی ابن قیم جوزیہ [م ۷۵۱ھ] بدمذہبی اختیار کر کے ظاہری مذہب کا پیروکار اور مجسمہ ہو گیا تھا، علما نے اس کے بارے میں سخت حکم بیان فرمایا، یہ گمراہ اور گمراہ گر تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا: "اولاً ابن قیم بد مذہب ہے، تو اس کا قول علمائے اہلسنت کے مقابل معتبر نہیں۔"

"اب باتباعِ ابن قیم ظاہری المذہب فاسد المشرب سواد اعظم امّت وحق واضح کی مخالفت نہ کرے گا الّا من سفہ نفسہ"۔

"متاخرین حنابلہ میں بعض خبثا مجسمہ ہو گئے جیسے ابن تیمیہ وابن قیم"۔

انجام دینے سے عاجز ہیں۔ مثلاً: کسی بڑے پتھر کو دیکھ کر اسے شق کر دینا، یا کسی بڑے جانور کو دیکھ کر اسے ہلاک کر دینا، یا کسی نعمت کو دیکھ کر اسے زائل کر دینا۔ یہ ایسے معاملات ہیں جنہیں مختلف اقوام نے اپنی جنسوں اور ادیان کے اختلاف کے باوجود دیکھا ہے، اور قومیں ہمیشہ سے فعال ہمتوں (طاقتور ارادوں) کے اثرات کی گواہ رہی ہیں، جو ان سے مدد طلب کرتی ہیں اور ان کے اثر سے بچتی ہیں۔ لوگوں نے خواب میں روحوں کے ایک دوسرے پر اثرات کے حیرت انگیز تجربات کیے ہیں جو شمار سے باہر ہیں، اور ہم نے ماضی میں ان میں سے بعض پر تنبیہ کی ہے۔ پس روحوں کی دنیا جسموں کی دنیا سے الگ ایک دوسری بڑی دنیا ہے، اور اس کے احکام و آثار اجسام کے آثار سے زیادہ عجیب ہیں، بلکہ عالم میں انسانی آثار میں جو کچھ بھی ہے وہ سب نفوس کے ذریعے بدن کے واسطے سے ہی ہوتا ہے"۔(1)

ملاحظہ کیجیے! ان کے امام و پیشوا ابن قیم نے کائنات میں عام انسانوں کی

(1) كتاب الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء، ج:، از ص: ۲۰۵، تا ص:۲۰۷، دار عالم الفوائد، السعودية

روحوں کے لیے تصرفات کو ثابت کیا ہے، مؤمن و کافر اور نیک و بد کے درمیان کوئی فرق بھی نہیں کیا، جب کہ یہی (دیوبندی و وہابی) لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کائنات میں متصرف ہونے کو نہ صرف غلط ٹھہراتے ہیں بلکہ اس کو دین سے خارج کر دینے والا شرک بھی قرار دیتے ہیں اور اسی بنا پر انہوں نے ہم مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

الحمد للہ! ہمارے اس دعوے پر ابن قیم کا یہی قول ایک دلیل بن گیا جو ہم پہلے سے کرتے چلے آ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں میں سے جسے چاہا تصرف کی قدرت عطا کی ہے۔ تو اب وہ (وہابی) ابن قیم کو کافر قرار دیں، پھر اپنے آپ کو کافر قرار دیں، کیوں کہ تمام وہابیوں نے ابن قیم کی امامت پر اجماع کیا ہے، اور ابن قیم نے خود وہابیوں کے نزدیک اس واضح شرک کی صراحت کی ہے۔ پس، وہ خود اپنے قول سے مشرک ٹھہر گیا، اور وہابیوں نے اسے اپنا امام بنایا ہے، لہٰذا وہ سب اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشرک ہو گئے۔ ﴿**كَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ**﴾(۱) ترجمہ: ”مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے“۔

ابن قیم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متصرف ہونا لکھا

ابن قیم نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) القرآن الکریم، سورۃ القلم: ۶۸، الآیۃ: ۳۳

پوری امت کو خیر پہنچا کر متصرف ہیں، چنانچہ ابن قیم کہتا ہے:

”دوسری خاصیت یہ ہے کہ جمعہ کے دن اور اس کی رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو“۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار ہیں اور جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اس لیے اس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک ایسی فضیلت ہے جو کسی اور دن نہیں، اس کے ساتھ ایک اور حکمت بھی ہے، اور وہ یہ کہ امت کو دنیا و آخرت میں جو بھی بھلائی ملی ہے، وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے ہی ملی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے لیے دنیا و آخرت کی دونوں بھلائیاں جمع فرما دیں، انہیں جو سب سے بڑی کرامت حاصل ہوئی وہ جمعہ کے دن کا ملنا ہے کیوں کہ اسی دن انہیں ان کی جنت کے منازل اور

محلات کی طرف بھیجا جائے گا، جمعہ دنیا میں عید کا دن ہے اور جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو جمعہ کا دن یوم مزید ہوگا۔ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے ان کی حاجتوں کو پورا فرماتا ہے اور کسی کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔ امت نے یہ سب کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جانا اور یہ تمام آپ ہی کے صدقے اور آپ ہی کے دست پاک سے ملا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرنے اور آپ کے حق کا تھوڑا سا حصہ ادا کرنے کے لیے ہے کہ اس دن اور اس کی رات میں آپ کی بارگاہ میں کثرت سے درود بھیجا جائے۔ (۱)

وہابیہ ابن قیم کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟

جب ابن قیم نے یہ سب صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے، تو یہ وہابیہ ہم اہل سنت و جماعت کو ان معاملات میں کہ جن معاملات میں ان کے پیشوا ابن قیم نے ہم اہل سنت و جماعت کی موافقت کی ہے کیسے کافر ٹھہراتے ہیں اور اپنے امام کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں اس کی تکفیر کیوں نہیں کرتے ہیں؟ یہ کون سی شریعت

(۱) زاد المعاد فی هدی خیر العباد، ج: ۱، ص: ۳۶۵، مؤسسة الرسالة، بیروت

اور کون سا دین ہے؟ کیا جو ابن قیم کہہ دے وہ دین ہے اور اسی کے مثل ہم اہل سنت و جماعت کہہ دیں تو وہی ان وہابیوں کے نزدیک کفر ہے؟ یہ بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ ﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ﴾(۱) ترجمہ: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

ابن تیمیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متصرف ہونا لکھا

وہابیوں کا بہت بڑا امام و پیشوا ابن تیمیہ(۲) جو کہ ابن قیم کا استاد ہے نے بھی اس بات کو "الصارم المسلول" اور "الفرقان بين أولياء الرحمن و أولياء الشيطان" میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے اور یہ "الفرقان" کی عبارت ہے:

"اور اس (نبوت) پر ایمان لانے میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان اس کے امر و نہی، اس کے وعدے و وعید، اس کے حلال وحرام کو پہنچانے میں واسطہ ہیں پس حلال وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا، اور حرام وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا، اور دین

---

(۱) القرآن الكريم، سورة الشعراء: ۲۶، الآية: ۲۲۷

(۲) تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام النمیری الحرانی یعنی ابن تیمیہ [م ۷۲۸ھ] حنبلی ہونے کا دعوے دار لیکن حقیقت میں یہ مجسمہ ہو گیا تھا، بہت سی گمراہی کی باتیں کہیں علمائے کرام نے اس کی سخت تردید کی بلکہ اس کے رد پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشروع کیا تو جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی ولی کا اللہ تک پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر ہو، تو وہ کافر ہے اور شیاطین کے اولیا میں سے ہے"۔(۱)

وہابیہ ابن تیمیہ کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟

ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نیابت میں حکم دینے اور منع کرنے میں، وعدہ کرنے اور وعید سنانے میں، ایک چیز کو حلال اور دوسری کو حرام کرنے میں، شرعی قانون سازی میں اور مخلوق کو مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچانے میں کائنات میں تصرف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ (وہابی) لوگ کافر نہیں ہوں گے کہ جنھوں نے ہمیں اس عقیدے کی بنا پر کافر قرار دیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا سے کائنات میں تصرف کرتے ہیں؟ کیا یہ (وہابی) ابن تیمیہ کو کافر قرار نہیں دیں گے کہ جس نے ویسی ہی بات کہی جیسی ہم نے کہی؟ ان وہابیوں کے گمان میں یہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں متصرف ماننا) صریح شرک ہے؟ اور چوں کہ ابن تیمیہ نے یہ بات کہی، اس لیے اس پر لازم آتا ہے کہ وہ یہ اقرار کرے

(۱) الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، ص: ۲۱، ۲۲، مکتبة دار البیان، دمشق

کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفع میں ان لوگوں کے لیے وسیلہ وواسطہ ہیں جو آپ کی اطاعت و پیروی اور نصرت کرتے ہیں، اور جو لوگ آپ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کے لیے نقصان اور رسوائی کا ذریعہ ہیں۔ جو لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں ان کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہیں، اور ہر خیر اور نعمت انہی کی طرف سے اور انہی کے ہاتھ پر ہے۔

تصرفات کے متعلق ابن تیمیہ کی تضاد بیانیاں

ابن تیمیہ نے تضاد بیانیاں کیں اور اپنی ہی کہی ہوئی باتوں کی نفی کرتے ہوئے کہا:

> ”اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو پیدا کرنا، انہیں رزق دینا، ان کی دعاؤں کو قبول کرنا، ان کے دلوں کو ہدایت دینا، اور دشمنوں پر ان کی مدد کرنا اور اس کے علاوہ منافع کا حصول اور نقصانات کا دفع کرنا، تو یہ صرف اللہ ہی کرتا ہے جس سبب سے چاہتا ہے، ایسے معاملات میں رسول وسیلہ و ذریعہ نہیں ہیں“۔(۱)

ابن تیمیہ نے اپنے مذکورہ قول میں اگرچہ اس چیز کی نفی کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں (غیر انبیائے کرام) کے لیے بھی ثابت کیا ہے، چہ جائیکہ رسولوں علیہم

(۱) الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان، ص: ۲۲، مكتبة دار البيان، دمشق

السلام کے لیے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوٰمِعُ وَبِيَعٌ﴾(۱)

ترجمہ: اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا۔

یہ آیت کریمہ بھی ان تکفیری وہابیوں کے خلاف حجت ہے جو ہمیں بلا وجہ صرف اس لیے کافر کہتے ہیں کیوں کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔ جب کہ ابن تیمیہ نے مختلف اسباب کے ذریعے کئی قسم کے تصرفات ثابت کیے ہیں جن میں خلق بھی شامل ہے، جب وہ (ابن تیمیہ) خود پہلے (گزری ہوئی عبارت میں) یہ کہہ چکا ہے:

"اللہ جس سبب سے چاہے کرتا ہے"۔(۲)

ہم نے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یا کسی اور مخلوق کے لیے خلق (پیدا کرنے کی صفت) کو ثابت ہی نہیں کرتے، بھلا ثابت کر بھی کیسے سکتے ہیں، جب کہ خلق تو ایک ازلی صفت ہے جس میں خالق سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہی ہے، جس نے ارشاد فرمایا:

﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ﴾(۳)

ترجمہ: "کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے"۔

---

(۱) القرآن الكريم، سورة الحج: ۲۲، الآية: ۴۰

(۲) الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان، ص: ۲۲، مكتبة دار البيان، دمشق

(۳) القرآن الكريم، سورة الفاطر: ۳۵، الآية: ۳

لہٰذا اگر یہ وہابی سچے موحد ہیں تو ابن تیمیہ کو کافر قرار دیں، اللہ تعالیٰ ہی کی حجت کامل ہے اور اسی کو حمد ہے۔

ابن تیمیہ نے اولیا کا متصرف ہونا مانا

کائنات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متصرف ہونے کی ابن تیمیہ نے صراحت بھی کی اس کی اصل عبارت یہ ہے:

"اور ان (اولیائے کرام) کے لیے وہ کرامات ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیائے متقین کو نوازتا ہے اور اللہ کے بہترین اولیائے کرام کی کرامات دین کی حجت ہوتی ہیں یا مسلمانوں کے لیے ضرورت کے وقت ہوتی ہیں، جیسا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی کرامات درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہیں، لہٰذا وہ حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں ہی داخل ہوتی ہیں، جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا، کنکریوں کا آپ کی ہتھیلی میں تسبیح پڑھنا، درختوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا، کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں رونا، معراج کی رات بیت

المقدس کی کیفیت کے بارے میں خبر دینا، ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا اس کی خبر دینا، قرآن عزیز کو لانا، بارہا کھانے اور پینے کی چیزوں کا زیادہ ہو جانا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگِ خندق کے وقت پورے لشکر کو ایک ہانڈی کے کھانے سے پیٹ بھر کر کھلایا اور وہ کھانا کم نہ ہوا، غزوہ خیبر کے وقت لشکر کو ایک مشکیزے کے پانی سے سیراب فرمایا اور وہ پانی کم نہ ہوا، غزوہ تبوک کے سال پورے لشکر کے برتنوں کو تھوڑے کھانے سے بھر دیا اور وہ کھانا کم نہ ہوا جب کہ وہ تقریباً تیس ہزار افراد تھے، آپ کی انگلیوں سے بارہا پانی کے چشمے جاری ہوئے یہاں تک کہ آپ کے ساتھ موجود تمام لوگوں کے لیے وہ پانی کافی ہو گیا، جیسا کہ غزوہ حدیبیہ میں وہ تقریباً چودہ سو یا پندرہ سو تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ جب وہ باہر نکل کر ان کے رخسار پر آ گئی تھی اسکو واپس لوٹا دیا تو وہ ٹھیک ہو کر ان کی دونوں آنکھوں میں سب سے خوبصورت ہو گئی، جب محمد بن مسلمہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تو وہ گر گئے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا

تو وہ ٹھیک ہوگئی، آپ نے بھنے ہوئے گوشت سے ایک سو تیس آدمیوں کو کھلایا، ہر ایک نے اس کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کے دو ٹکڑے بنا لیے، پھر ان سب نے اس میں سے کھایا اور اس میں پھر بھی فاضل بچ گیا اور عبداللہ بن جابر پر ایک یہودی کا تیس وسق کھجور کا قرض تھا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض دینے والے کو حکم دیا کہ وہ تمام کھجور لے لے جو وہاں تھیں لیکن اس نے قبول نہ کیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کھجوروں کے گرد چلے پھر جابر سے فرمایا: اسے ناپ کر دے دو! تو انہوں نے پورے تیس وسق ناپ کر اس کو دے دیے اور سترہ وسق فاضل بچ گئے، اس طرح کے واقعات بہت زیادہ ہیں، میں نے تقریباً ایک ہزار معجزات جمع کیے ہیں"۔(۱)

دیکھو! اے وہابیو! تمہارے امام ابن تیمیہ نے کس طرح ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کائنات میں، کائنات کے خالق کی اجازت سے، بے شمار تصرفات کا تذکرہ کیا ہے اور کیسی کیسی عجیب وغریب باتیں بیان کی ہیں اور کیسے حق نے اس کے دل پر قبضہ کرلیا اور اس کے دل کو مسخر کرلیا یہاں تک کہ اس نے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وہ سب کچھ ثابت کر دیا

(۱)الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، از ص: ۱۵۴/تا۱۵۸، مکتبۃ دار البیان، دمشق

جس کی نفی اس نے اپنے اس قول سے کی تھی جو گزر چکا ہے:

"ایسے معاملات میں رسول وسیلہ و ذریعہ نہیں ہیں"۔(۱)

اسی طرح حق غالب رہتا ہے اور اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد ابن تیمیہ نے اولیا اللہ کی بہت سی کرامتوں کو ذکر کیا ہے جو تقریباً تین صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، اور ان کا تعلق نفع حاصل کرنے، نقصان دور کرنے، مریض کو شفا دینے، مردے کو زندہ کرنے، دعا قبول ہونے اور دشمنوں پر نصرت حاصل کرنے سے ہے۔

کرامت کا معجزے کی جنس سے ہونا معلوم ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس کی صراحت کی ہے، اور ابن تیمیہ نے خود وہاں پر اس بات کا اقرار کیا ہے جہاں اس نے پہلے یہ کہا تھا:

"اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی کرامات درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہیں، لہٰذا وہ حقیقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں ہی داخل ہوتی ہیں"۔(۲)

اور جب ابن تیمیہ نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ اولیائے کرام کی کرامات ہی

---

(۱) الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، ص: ۲۲، مکتبۃ دار البیان، دمشق

(۲) الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، از ص: ۱۵۵، مکتبۃ دار البیان، دمشق

درحقیقت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات ہیں، تو ابن تیمیہ نے بلاشبہ یہ ثابت کردیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلسل متصرف ہیں، کیونکہ اولیائے کرام موجود ہیں اور ان کی کرامات کا سلسلہ جاری ہے، تو پھر وہ (ابن تیمیہ) کیسے یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ" ایسے معاملات میں رسول وسیلہ و ذریعہ نہیں ہیں"۔کیا یہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ان معجزات کی نفی نہیں جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں، جیسے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت ہے کہ وہ مٹی سے پرندے کی شکل بناتے پھر اس میں پھونکتے تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، کوڑھی اور اندھے کو شفا دیتے تھے اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے سمندر کو چیر دیا گیا، انہوں نے جب اپنے عصا (لاٹھی) کو پتھر پر مارا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے، انہوں نے فرعون اور اس کے پیروکاروں سے عذاب دور کرنے کے لیے اللہ سے دعا کی تو وہ عذاب ہٹ گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا سے من وسلوی کا نزول ہوا، حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام کی دعا سے آسمان سے دسترخوان اترا، اس کے علاوہ بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

ابن تیمیہ کا رد

ابن تیمیہ اس بات کی نفی کیسے کرسکتا ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے رسولوں (علیہم الصلاۃ والسلام) کے ذریعہ و وسیلے سے ملتی ہے جب کہ قرآن کریم میں

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوا:

﴿وَ اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرٰطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾(۱)

ترجمہ: اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے متعلق ارشاد ہوا:

﴿اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا﴾(۲)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

حدیث سبعہ اور ابن تیمیہ کی تضاد بیانی

ابن تیمیہ کا یہی طریقہ ہے، وہ کبھی تصرفات کو ثابت کرتا ہے اور کبھی نفی کرتا ہے، کبھی نئے سرے سے بناتا ہے کبھی منہدم کرتا ہے۔ اس کو یہیں دیکھیے کہ اس نے ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وہ معجزات ثابت کیے ہیں جو ہم نے (پہلے) اس کے اس قول سے بیان کیے جو معجزات کی نفی کی طرف لے جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس نے اولیائے کرام کے لیے ان کرامات کا اقرار کیا جو پہلے گزر چکی ہیں، اس کے بعد اس نے ان کی کرامات کو بیان کیا۔

حدیث سبعہ جس کو ابونعیم نے "حلیہ" میں روایت کیا ہے ابن تیمیہ نے کتاب کی ابتدا میں خود ہی اس کی نفی کر کے دعوی کیا کہ یہ اہل علم کے اتفاق سے جھوٹ ہے اور ہر اس حدیث کو رد کیا جو اولیا، ابدال، نقبا، نجبا، اوتاد اور اقطاب کی مخصوص تعداد

(۱) القرآن الکریم، سورة الشوری: ۴۲، الآیة: ۵۲

(۲) القرآن الکریم، سورة الأنبیاء: ۲۱، الآیة: ۷۳

کے بارے میں روایت کی گئی ہیں۔اس کے بعد خود ہی اقرار کیا کہ اسلاف نے ان الفاظ میں سے کسی کے بارے میں بات نہیں کی سوائے ابدال کے، اور ان کے بارے میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں اور وہ شام میں ہیں، اور یہ مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے ہے۔ پھر اس حدیث پر اس طرح طعن کیا کہ جو طعن درست نہیں ہے۔

"الفرقان" میں ہے:

> "یہ روایت کی گئی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام وہاں تھا، اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ سات (ابدال) میں سے ایک ہے۔" یہ حدیث اہل علم کے اتفاق سے جھوٹی ہے، اگر چہ اس کو ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں روایت کیا ہے، اسی طرح ہر وہ حدیث جو اولیاء، ابدال، نقبا، نجبا، اوتاد اور اقطاب کی تعداد کے بارے میں روایت کی جاتی ہے، جیسے کہ چار، سات، بارہ، چالیس، ستر، یا تین سو تیرہ، یا ایک قطب، اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ سلف صالحین نے ان الفاظ میں سے سوائے "ابدال" کے کسی لفظ کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے بارے میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ وہ چالیس مرد ہیں اور وہ

شام میں ہیں یہ حدیث مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت کی گئی ہے، لیکن یہ حدیث منقطع (غیر متصل)
ہے اور ثابت نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ حضرت علی اور ان
کے ساتھ موجود صحابہ معاویہ اور ان کے ساتھ موجود لوگوں
سے افضل تھے، تو بہترین لوگ معاویہ کے لشکر میں نہیں ہو
سکتے بلکہ حضرت علی کے لشکر میں ہوں گے"۔(۱)

ابن تیمیہ کا ردِّ بلیغ

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث جس کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا، اس حدیث کے بارے میں ابن تیمیہ کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ حدیث اہل علم کے اتفاق سے جھوٹی ہے۔ اس لیے کہ حقیقت اس کے خلاف ہے کیوں کہ اس حدیث کو علما کے نزدیک "تلقي بالقبول" کا درجہ حاصل ہے، جیسا کہ حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بشر بن حارث کے بارے میں شہادت دیتے ہیں کہ وہ سات ابدال میں سے چوتھے تھے۔

حدیث سبعہ محدثین علما کے نزدیک درجہ

حضرت امام زرقانی مواہب اللدنیہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

(۱)الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، ص: ۱۷، ۱۸، مکتبۃ دار البیان، دمشق

" ابن عساکر سے منقول ہے کہ ابن المثنیٰ نے حضرت احمد ابن حنبل سے پوچھا آپ بشر بن حارث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: "وہ سات ابدال میں سے چوتھے تھے"۔ مرسی نے کہا: "میں نے ملکوت میں گشت کیا تو ابومدین جو ایک گورے نیلی آنکھوں والے شخص تھے کو عرش کے پایہ سے معلق دیکھا، میں نے ان سے پوچھا آپ کے علوم کیا ہیں؟ اور آپ کا مقام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: "میرے علوم اکہتر (۷۱) ہیں اور میرا مقام خلفا میں چوتھا اور میں سات ابدال کا سردار ہوں۔ میں نے پوچھا تو امام شاذلی کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے فرمایا: "وہ ایسے سمندر ہیں کہ جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ہے"۔(۱)

مواہب اللدنیہ وشرح زرقانی میں یہ صراحت کے ساتھ موجود ہے:

"**تاریخ بغداد للخطیب**" اور "**تاریخ شام لابن عساکر**" دونوں میں کتانی سے روایت بیان کی ہے ("کتانی" یہ کتان اور ان کے کام کی طرف منسوب ہے،

---

(۱)شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، بالمنح المحمدیۃ، خصائص امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج:۷، ص:۳۸۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اس کے "کاف" پر زبر اور "ت" پر تشدید ہے وہ امام، محدث، متقن، ابومحمد عبدالعزیز بن احمد بن محمد بن علی تمیمی دمشقی، اہل دمشق کو اپنے علم سے فائدہ پہنچانے والے محدث ان کا بہت سے محدثین سے سماع ثابت ہے انہوں نے کتابوں کو تالیف فرمایا اور ترتیب دیا۔ ان کے متعلق امام ذہبی نے کہا: "وہ اپنے زمانے کے حافظ لگتے ہیں اگر آج ہمارے زمانے میں ہوتے تو حفاظ میں شمار ہوتے"۔ ابن اثیر نے کہا: "آپ حافظ کبیر، علم میں کامل، آپ نے تمام بن محمد اور دیگر سے روایت فرمایا، اور ان سے خطیب اور ابن ماکولا اور دیگر نے روایت کیا، ان کا وصال ۳۸۹ھ میں ہوا"۔) انہوں نے ارشاد فرمایا:

" نقبا تین سو ہیں، نجبا ستر، ابدال چالیس، اخیار سات اور عمد چار ہیں اور عمد ہی اوتاد ہیں، اور غوث ایک ہے"۔(۱)

ابن تیمیہ کی گرفت

ابن تیمیہ کا یہ قول ہے: "اور اسی طرح ہر وہ حدیث جو اولیا کی تعداد کے

(۱)شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، بالمنح المحمدية، خصائص امته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج:۷، ص:۴۸۶، دار الكتب العلمية، بيروت

بارے میں مروی ہے...۔" الخ۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں: اس (ابن تیمیہ) کے کلام کا ظاہر یہ معنی دیتا ہے کہ اولیا، ابدال، نجبا، اوتاد اور دیگر کی تعداد کے بارے میں ہر مروی حدیث اہل علم کے اتفاق سے جھوٹی ہے، کیونکہ انہوں نے اسے ابونعیم کی حدیث سے تشبیہ دی اور کہا: اور اسی طرح...الخ۔

جب کہ معاملہ ویسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے دعوی کیا ہے، کیوں کہ ان سب کو امت میں "تلقي بالقبول" کا درجہ حاصل ہے۔ امام کتانی کا قول پہلے گزر چکا ہے جس میں نقبا، نجبا، ابدال اور عمد کا ذکر ہے جسے اوتاد سے تعبیر کیا گیا ہے اور غوث سے مراد قطب فرد جامع ہے، جیسا کہ زرقانی نے اس کی تفسیر کی ہے۔

ابدال کی خبر کے متعدد طرق

ابدال کی خبر کئی طرق سے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام سے مروی ہے جن کو "مواہب" اور اس کی "شرح زرقانی" میں بیان کیا گیا ہے ان میں سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

" ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی مرد مرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ کسی دوسرے مرد کو بدل دیتا ہے، اور جب کوئی عورت مرتی ہے تو

اللہ اس کی جگہ کسی دوسری عورت کو بدل دیتا ہے، پھر جب قیامت قائم ہونے والی ہوگی تو وہ سب مر جائیں گے"۔

اس کو روایت کرنے والے ابو محمد حسن بن ابی طالب بن محمد بن حسن بن علی "خلاّل" ("خ" معجمہ کے فتحہ اور لام کے تشدید کے ساتھ) ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے ابن شاذان اور دیگر سے سنا، اور ان سے خطیب اور کئی دیگر نے روایت کی ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ قابل اعتماد تھے، انہوں نے صحیحین کے شرائط کے مطابق مسند کی تخریج کی۔ ان کا انتقال ۴۳۹ھ میں ہوا۔

ان کی کتاب "کرامات اولیاء" میں ہے کہ حدیث انس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے"۔(۱)

حافظ نور الدین ہیثمی نے اسے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے الفاظ ہیں:

"چالیس آدمی جو حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلاۃ والسلام کی مانند ہیں زمین کبھی بھی ان سے خالی نہیں

---

(۱)شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، خصائص امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج:۷، ص: ۴۸۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ہوگی، انہیں کے سبب بارش ہوتی ہے اور انہیں کی بدولت
مدد کی جاتی ہے، جب ان میں سے کوئی ایک انتقال کرجاتا
ہے تو اللہ اس کی جگہ کسی دوسرے کو بدل دیتا ہے"۔(۱)

ابن عدی نے اپنی کتاب کامل (الکامل فی ضعفاء الرجال) میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

"ابدال چالیس ہیں، بائیس شام میں اور اٹھارہ
عراق میں ہوتے ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی ایک
انتقال کرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ کسی دوسرے کو بدل دیتا ہے،
پس جب قیامت کا وقت آئے گا تو وہ سب وفات پا جائیں
گے، اسی وقت قیامت قائم ہوگی"۔(۲)

اسی طرح یہ روایت کیا گیا ہے جیسا کہ احمد اور خلال کے پاس عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعاً بسندِ حسن موجود ہے:

"اس امت میں ہمیشہ تیس آدمی ابراہیم علیہ السلام
کی مانند رہیں گے"۔(۳)

امام احمد کی ایک روایت میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

---

(۱) المرجع السابق

(۲) المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرحہ للزرقانی، خصائص امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج:۷، ص: ۴۸۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) مرجع سابق

"اس امت میں ابدال تیس آدمی ہیں، ان کے دل ابراہیم خلیل الرحمٰن کے دل پر ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی ایک انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک آدمی کو بدل دیتا ہے"۔(۱)

امام طبرانی کی معجم کبیر میں بسندِ صحیح عبادہ کی حدیث سے ہے:

"میری امت میں ابدال تیس ہیں، ان کے سبب زمین قائم ہے اور انہیں کے سبب بارش ہوتی ہے، اور انہیں کی بدولت مدد کی جاتی ہے"۔(۲)

اس کے بعد امام زرقانی نے فرمایا:

"ابن جوزی نے گمان کیا ہے کہ ابدال کی تمام احادیث موضوع ہیں اور امام سیوطی نے ان سے اختلاف کیا اور فرمایا کہ ابدال کی خبر صحیح ہے اور اگر چاہیں تو متواتر کہہ سکتے ہیں، یعنی معنوی تواتر، جیسا کہ انہوں نے بعد میں اشارہ کیا ہے"۔

امام سخاوی نے کہا:

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف الفاظ سے اس

---

(۱)مرجع سابق

(۲)المرجع السابق، ص:۸۳

کے متعدد طرق ہیں، جو سب کے سب ضعیف ہیں پھر انہوں نے وہی کچھ ذکر کیا جو مصنف نے ذکر کیا ہے اور اس میں اضافہ بھی کیا اس کے بعد انہوں نے کہا:

اس معاملہ میں بہتر وہ راویت ہے جو گزر چکی جو حدیث احمد نے شریح یعنی ابن عبید سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا:

اہل شام کا ذکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوا، اس وقت آپ عراق میں تھے، لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ان پر لعنت بھیجئے! انہوں نے فرمایا: نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہوں گے،ان میں سے جب بھی کوئی مرد فوت ہوگا، اللہ اس کی جگہ کسی دوسرے مرد کو بدل دے گا، انہیں کے سبب بارش ہوتی ہے، انہیں کی بدولت دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، اور انہیں کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے"۔

"شریح" جو کہ ثقہ ہیں ان کے علاوہ اس سند کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

امام سیوطی نے کہا:

"حدیث علی کو احمد، طبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طرق سے روایت کیا ہے"۔

امام سخاوی نے فرمایا:

جو چیز اس حدیث کو تقویت دیتی ہے اور ائمہ کے درمیان اس کے رواج پر دلالت کرتی ہے، وہ مندرجہ ذیل علمائے کرام کے اقوال ہیں:

امام شافعی کا بعض کے بارے میں یہ قول ہے کہ "ہم اسے ابدال میں سے شمار کرتے تھے"۔ امام بخاری کا دوسرے کے بارے میں یہ قول ہے کہ "وہ لوگ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ وہ ابدال میں سے ہیں"۔ اسی طرح دوسرے نقادوں، حفاظ اور ائمہ میں سے بہت سے حضرات نے کسی کے ابدال میں سے ہونے کا وصف بیان کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی دن بھی سورج اس وقت تک غروب نہیں ہوتا ہے جب تک کہ ابدال میں سے کوئی بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرلے، کسی رات کی فجر نہیں ہوتی مگر یہ کہ اوتاد میں سے کوئی ایک اس کا طواف کرلے اور جب یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا تو یہ زمین سے اس کے اٹھائے جانے کا سبب

ہوگا"۔(۱)

اوراسی قدر سے آپ جان سکتے ہیں کہ حدیث کے طرق میں کتنی کثرت ہے اور ائمہ اور امت نے اسے کس طرح قبول کیا ہے، اور یہ کہ سلف نے جس طرح ابدال کے لفظ کو بولا ہے، اسی طرح اوتادوغیرہ کو بھی بولا ہے۔ پس جودعویٰ ابن تیمیہ نے کیا ہے وہ صریح غلطی اور قبیح جسارت ہے اوراحادیث کو بغیر کسی سند کے رد کرنا ہے اورسلف پرطعن ہے، اگرابن تیمیہ کی بات درست مان لی جائے تو یہ لازم آئے گا کہ سلف نے جھوٹ کوقبول کیا یا وہ اتنے غافل تھے کہ جھوٹ کو پہچان نہ سکے جو کہ ناممکن ہے۔ کسی پر بھی یہ مخفی نہیں کہ سلف دین کے امام اورستون ہیں، پس ان پرطعن دین پرطعن ہے۔

تعجب صرف اسی بات پرنہیں ہے کہ اس نے خود یہ اقرار کیا کہ سلف نے صرف ابدال کے لفظ کو بولا ہے، جس سے ابدال کی تعداد کا اورسلف کے درمیان ان کی خبر کے رواج کا افادہ ہوا۔ اس کے بعد ابن تیمیہ ابدال کی اس حدیث پرطعن کرنے لگا جسے حضرت امام احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

گزری ہوئی بحث میں آپ نے اس حدیث کے متعلق سن لیا کہ یہ منقطع ہے، ثابت نہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ یہ صحیح ہے اوراسے دس سے زیادہ طریقوں سے روایت کیا گیا ہے۔ منقطع حدیث کے بارے میں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جھوٹی

---

(۱)شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، بالمنح المحمدية، خصائص امته صلی اللہ تعالی علیه وسلم، ج:۷، ص:۴۸۷، دار الکتب العلمية، بیروت

ہے،تو یہ دعوی کیسے کیا جا سکتا ہے کہ وہ اہل علم کے اتفاق سے جھوٹی ہے؟

اور اسی طرح "ہر وہ حدیث جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں روایت کی گئی کوئی صحیح نہیں ہے" کا دعوی بھی درست نہیں ہے۔ جو حدیث پر اس قول سے طعن کیا گیا ہے کہ "پس وہ معاویہ کے لشکر میں بہترین لوگ نہیں ہوں گے علی کے لشکر کے مقابلے میں"، اس میں بھی طعن کی کوئی وجہ معقول نہیں، کیوں کہ حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ابدال عراق میں نہیں ہوتے، جب کہ یہ گزر چکا ہے کہ ان میں سے اٹھارہ عراق میں ہوتے ہیں اور بعض طرق میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ:

"وہ تمام زمین میں ہوتے ہیں"۔(۱)

تو اس لحاظ سے ان کا وجود کسی ایک جگہ تک محدود نہیں بلکہ وہ پوری زمین میں تصرف کرتے ہیں، اگر چہ ان کا ٹھکانہ شام میں ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے افضل ہوں، کیوں کہ یہ جزوی فضیلت ہے جو فضل کلی کے برابر نہیں ہے۔ اوتاد، ابدال سے افضل ہیں اور وہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

امام زرقانی نے فرمایا:

"ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو روایت کیا ہے: "اوتاد کوفہ کے رہنے والے

(۱) کرامات الأولیاء اللالکائي و الخلال، ص: ۳۰۶، المکتبة الاسلامیة، القاهرة

ہیں“۔(۱)

اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ کو اپنی ہی تکذیب اور اپنے ہی قول کی تضاد بیانی کی کوئی پرواہ نہیں، تو اب اس کو اسلاف پر طعن اور متعدد طرق سے مروی صحیح حدیث کو بلا وجہ رد کرنے کی وجہ سے کیا کہا جا سکتا ہے؟ بہر حال، ابن تیمیہ نے ہمیں اس چیز کی محنت سے بچا لیا جس کے ہم اثبات کے درپے تھے۔ وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے تصرفات بیان کیے جنہوں نے ان وہابیہ کو خاموش کر دیا۔ اور اللہ ہی کی حجت کامل ہے، اور تمام حمد اول و آخر اسی کے لیے ہے۔

اسمٰعیل دہلوی کا اپنے مشائخ کو متصرف ماننا

اس بحث کے اختتام پر ہم ہند کے وہابیہ کے امام اسماعیل دہلوی کے بارے میں وہ بات ذکر کرتے ہیں جو ہم اہل سنت کی تائید کرتی ہے اور وہابیہ کو خاموش کرتی ہے، اس نے اپنی کتاب ”صراط مستقیم“ میں اپنے مشائخ طریقت کی تعریف میں کہا:

> ”یعنی اِس فریق کے ائمہ اور اِس طریق کے اکابرین تدبیرِ امور میں فرشتگانِ مدبر امر کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں، جہاں انہیں عالمِ بالا سے الہام ہوتا ہے اور وہ ان امور کے انجام دینے میں کوشاں رہتے ہیں۔ پس ان کرم فرما

(۱)شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، بالمنح المحمدية، خصائص أمته صلی اللہ تعالی علیه وسلم، ج:۷، ص:۴۸۰، دار الکتب العلمية، بيروت

ہستیوں کے احوال کا موازنہ بڑے فرشتوں کے احوال سے کیا جانا چاہیے“۔(۱)

اوراب میں تمام وہابیہ سے، خواہ وہ کوئی بھی ہواور کہیں کا بھی ہو، کہتا ہوں: اگر ہم کافر ہیں جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو، تو تمہارے پیشوا اور ہم اس چیز میں مشترک ہیں جس کا الزام تم محض بدگمانی کی بنا پر ہم پر لگاتے ہو۔ تم اپنے انہیں پیشواؤں کی پیروی کرتے ہو تو تم کو اسی چیز نے گھیر لیا ہے جس سے تم بچنا چاہتے تھے، پس تم کہاں جاؤ گے؟ ہرگز کوئی پناہ نہیں، **ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العظیم**۔

تمام ائمہ مسلمین کی تکفیر کا بہتان

وہ دعویٰ جو ہم پر مذکورہ تکلیف رساں مضمون میں کیا گیا کہ:

”ہم اپنے مخالفین مذہب تمام ائمہ مسلمین کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کی اقتدا میں نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں“۔

بہتان کا جواب

یہ ہم پر بہت بڑا بہتان اور کھلا جھوٹ ہے، ائمہ دین کی تکفیر تو بہت دور کی بات ہے ہم نے کسی ایک بھی مسلمان کو کافر نہیں کہا اور جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، جن کے فاسد عقائد کی صریح عبارات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، وہ مسلمانوں کے امام کیا ہوں گے وہ تو خود مسلمان ہی نہیں ہیں۔

---

(۱) صراط مستقیم، ص: ۲۰۳، المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور

علمائے حرمین شریفین نے ان کی تکفیر کی ہے جیسا کہ "**حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین**"(۱) میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور مفتی شجاعت علی(۲) نے بھی مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر نہیں کی ہے، اگر کوئی دعوی کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کو دلیل سے ثابت کرے۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور علم غیب کے سبب ہماری تکفیر

مضمون نگار کا یہ کہنا کہ ہم (اہل سنت و جماعت) یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما کان و ما یکون کے لیے عالم الغیب ہیں، اور آپ "حاضر و ناظر" (ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو ملاحظہ فرماتے) ہیں۔

---

(۱) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو دوسری مرتبہ سفر حرمین شریفین کے موقع پر ایک استفتا مرتب کر کے لے گیے جس میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات اور ان کا شرعی حکم بھی مذکور تھا علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیوبند کی عبارات کفریہ وخبیثہ کے سبب ان کو کافر و مرتد قرار دیا۔

حرمین شریفین کے علما و مفتیان کرام کے فتاوی وتصدیقات کے مجموعہ کا تاریخی نام "**حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین**" [۱۳۲۳ھ] ہے، اس میں ۱۳/ مدینہ منورہ اور ۲۰/ مکہ مکرمہ کے علمائے کرام کی تصدیقات شامل ہیں۔

(۲) مفتی سید شجاعت علی قادری، بدایوں میں پیدا ہوئے، تقریباً ۱۸/ سال کی عمر میں "انوار العلوم" ملتان سے فراغت پائی۔

پاکستان میں تدریس وتبلیغ اور فقہ افتا کی خدمات انجام دیتے رہے، متعدد کتابیں یادگار چھوڑیں۔ ۱۴۱۳ھ کو اس دار فانی سے وصال فرما گیے۔

اس جھوٹی تکفیر کا جواب اور علم غیب کا ثبوت

تو اس کے جواب میں ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں:

اسمِ "**عالم الغیب**" اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر اس کا اطلاق جائز نہیں سمجھتے ہیں، جیسا کہ ہمارا قول "**عزوجل**" صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے خاص ہے، اس کے سوا کسی اور کے لیے "**عزوجل**" نہیں کہا جاتا۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دوسروں کے لیے عزت کا ثبوت ممنوع ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾(۱)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔

اسی طرح کوئی مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب پر مطلع فرمایا ہے اپنے رسولوں میں سے وہ علم غیب سے متصف ہوں، اگرچہ اس مخصوص علم "**عالم الغیب**" (جس میں غیب پر الف لام لگا ہو) کا اطلاق اللہ عزوجل کے سوا کسی اور پر ممنوع ہے، لیکن "**عالم للغیب**" (عالمِ غیب) کا اطلاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منع نہیں ہے، کیوں کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، عالم

(۱) القرآن الکریم، سورۃ المنٰفقون: ۶۳، الآیۃ: ۸

ما کان وما یکون۔ ہیں ہمارے اس عقیدے کی بنیاد پر ہماری تکفیر کرنا کیسے درست ہوسکتا؟ لغت میں "نبی" کہتے ہی اس کو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب اور مستقبل کی خبر دے، جیسا کہ المنجد میں ہے،(۱) یہی معنی اردو میں "عبدالحفیظ دیوبندی" نے "مصباح اللغات" میں "المنجد" سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے(۲) اوراس کی تائید کی ہے،تواس کی طرف رجوع کیا جائے۔

اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا * اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ﴾(۳)

ترجمہ:تواپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا،سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اطلاع دینے سے اصالۃً غیب کو جانتے ہیں، باقی تمام لوگ اس معاملے میں ان کے تابع ہیں، لہٰذا وہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی اطلاع دینے سے غیب جانتے ہیں۔

علامہ شہاب خفاجی (احسن اللہ مقامہ فی دار المقامۃ) نے "نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض" میں فرمایا:

"اور یہ آیت اس آیت کے منافی نہیں ہے جو اس
بات پر دلالت کرتی ہے کہ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے، اور

(۱)المنجد، مادۃ نبأ، ص:۷۸۴، المطبعۃ الکاثولیکیۃ، بیروت

(۲)مصباح اللغات، مادۃ نبأ، ص:۸۱۲، مکتبہ قدوسیہ، لاھور

(۳)القرآن الکریم، سورۃ الجن:۷۲، الآیۃ:۲۶، ۲۷

نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے منافی ہے کہ "اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر کثیر جمع کر لیتا"، کیوں کہ جس علم کی نفی کی گئی ہے وہ بغیر واسطہ کے علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اطلاع دینے سے غیب پر مطلع ہونا، یہ تو ایک ثابت شدہ و متحقق امر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۞ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾(۱)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ابن عطا اللہ نے "لطائف المنن" میں فرمایا:

"کسی بندے کا اللہ کے غیوب میں سے کسی غیب پر مطلع ہونا اللہ رب العزت کے نور ہی سے ہوتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن کی فراست سے ڈرو کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے، اور یہی اس قول

---

(۱) القرآن الکریم، سورۃ الجن: ۲۷، الآیۃ: ۲۶، ۲۷

کا معنی ہے کہ:

''میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے''۔

جس کی آنکھ کی رہنمائی حق تعالیٰ فرمائے اس کا غیب پر مطلع ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

بعض عارفین نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ﴾(1)

ترجمہ: سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مرسی کے اس قول کے منافی نہیں ہے کہ: ''سوائے رسول کے، یا صدیق کے، یا ولی کے''۔

اس میں نص پر کوئی زیادتی بھی نہیں ہے کیوں کہ جب بادشاہ کہتا ہے کہ آج میرے پاس وزیر کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا، تو یہ وزیر کے پیروکاروں کے اس کے ساتھ داخل ہونے کے منافی نہیں ہے، اسی طرح جب اللہ کسی ولی کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے تو وہ اسے اپنے نفس کے نور سے نہیں دیکھتا، بلکہ اسے اپنے متبوع یعنی نبی کریم صلی اللہ

(1)القرآن الکریم، سورۃ الجن: ۷۲، الآیۃ: ۲۶

تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے دیکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غیب کا دروازہ نہ کھولا ہوتا تو ہمیں ایمان بالغیب کا مکلف نہیں فرماتا"۔

حضرت امام غزالی نے اپنی "امالی" میں "احیاء العلوم" کے حوالے سے اسی کی جانب اشارہ کیا ہے"۔(۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین، سے علمِ غیب کی نفی کیسے کی جا سکتی ہے، حالاں کہ جو حضرات بھی آپ پر ایمان لے کر آئے انہوں نے غیب کی خبر دیے جانے کے بعد ہی آپ کی تصدیق کی، آپ کو جانا اور آپ پر ایمان لائے۔ ہمارا رب عزّوجلّ ہماری مدح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾(۲)

ترجمہ: وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

مطلق علم غیب کا انکار اپنے ایمان ہی کی نفی ہے

تو جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین، سے مطلقا علم غیب کی نفی کرتا ہے تو وہ اپنے ایمان ہی کی نفی کرنے اور خود کو کفر کے گہرے گڑھے میں گرانے والا ہے، کیوں کہ نبوت کا معنی ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔ تو جس نے نبی

---

(۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الأول: فی تعظیم العلی الأعظم، فصل: فیما اطلع علیہ من الغیوب و مایکون، ج:۵، ص: ۱۴۱، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ: ۲، الآیة: ۳

کے لیے علمِ غیب کو تسلیم نہ کیا تو اس نے بلاشبہہ نبوت کا انکار کیا اور قرآن کا کفر کیا اور رحمٰن کو جھٹلایا۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم کتاب اور عظیم خطاب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف اور تعظیم دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا﴾(۱)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اور فرمایا:

﴿ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ﴾(۲)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَ مَا ہُوَ عَلَی الۡغَیۡبِ بِضَنِیۡنٍ﴾(۳)

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرمایا:

﴿فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی﴾(۴)

ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

اور فرمایا:

(۱) القرآن الکریم، سورۃ النساء: ۴، الآیۃ: ۱۱۳

(۲) القرآن الکریم، سورۃ آل عمران: ۳، الآیۃ: ۴۴

(۳) القرآن الکریم، سورۃ التکویر: ۸۱، الآیۃ: ۲۴

(۴) القرآن الکریم، سورۃ النجم: ۵۳، الآیۃ: ۱۰

﴿اَلرَّحْمٰنُ ٭ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ٭ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ٭ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾(۱)

ترجمہ: ”رحمٰن نے، اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا“۔

خازن نے اپنی تفسیر میں فرمایا:

”کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ یعنی ”ما کان وما یکون“ کا بیان انہیں سکھایا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں اور روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔(۲)

ابن تیمیہ کے حوالے سے بھی گزر چکا ہے:

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”ما کان وما یکون“ کی خبر دی“۔(۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک ہونے والی ہر ایک چیز بتادی

حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے ”شفاء“ میں اپنی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

(۱)القرآن الکریم، سورۃ الرحمن: ۵۵، الآیۃ: ۴، ۳

(۲)لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بـتفسیر الخازن، ج: ۴، ص: ۲۲۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳)الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، ص: ۱۵۶، مکتبۃ دار البیان، دمشق

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور اسی جگہ پر قیامت تک ہونے والی ہر ایک چیز کے متعلق بتا دیا، اسے جس نے یاد رکھنا تھا یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ میرے ان اصحاب نے اسے خوب جانا ہے۔ اور جب کوئی چیز اس میں سے ہوتی ہے تو میں اسے پہچان لیتا ہوں اور اسے اس طرح یاد کرتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کا چہرہ یاد کرتا ہے جو اس سے غائب ہو گیا ہو اور جب اسے دیکھے تو پہچان لے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میرے اصحاب بھول گئے ہیں یا انہوں نے بھلانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کی قسم، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے ہر فتنے کے سرغنہ کو، جو اپنے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ افراد رکھتا ہو، اس کے نام، اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلے کے نام کے ساتھ بیان کیا ہے"۔(۱)

اسی "شفاء" میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال

---

(۱) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الفصل الرابع، ج: ۱، ص: ۲۵۰، دار الفيحاء، عمان

میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ آسمان میں اپنے پر نہیں ہلاتا تھا مگر
اس سے ہمیں علم کی یاد آتی تھی۔
اسے احمد اور طبرانی وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ
روایت کیا ہے، اور ایسے ہی "نسیم الریاض" میں ہے"۔(۱)

اور اس تمام بحث کی مکمل تفصیل شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان کی " 'الدولة المکیة بالمادة الغیبیة" (۲) میں موجود ہے، جو علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اثبات میں ایک گراں قدر تصنیف ہے جسے امام احمد رضا نے مکہ مکرمہ میں تصنیف کیا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے کرام نے اسے شرف

---

(۱) المرجع السابق

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے حج وغیرہ کی ادائیگی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی حاضری کا جب قصد فرمایا تو برصغیر کے چند علما نے ایک مفصل سوال نامہ تیار کیا اور "شریف مکہ" کے دربار میں پیش کر دیا جس سوال نامہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق استفسار کیا گیا تھا۔ مستفسرین کو یہ لگتا تھا کہ اعلیٰ حضرت اس مختصر وقت میں نہ تو جواب لکھ سکیں گے اور نہ شہر محبوب کی روانگی میں تاخیر برداشت کریں گے اور اس طرح انہیں شریف مکہ اور علمائے مکہ کے سامنے خفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آپ نے اسی دن ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو صرف ۸/گھنٹوں کی قلیل مدت میں دلائل و براہین سے مزین فصیح و بلیغ عربی میں اس کتاب کو مکہ مکرمہ میں تصنیف فرمایا۔ اس مدلل و مکمل کتاب نے مستفسرین اور علمائے مکہ کو حیرت زدہ کر دیا۔

اس کتاب کو شریف مکہ نے اپنی مجلس میں علمائے حرمین کی موجودگی میں خود سنا، پھر علمائے حرمین شریفین نے علاحدہ علاحدہ پڑھ کر خراج تحسین پیش کیا اور اپنی تقاریظ و تقاریر میں کتاب کی افادیت اور فاضل مؤلف کی عظمت کو بیان کیا۔

قبولیت بخشا اور اس پر عمدہ تقریظات لکھیں، یہ تمام تقریظات اس کتاب کے ساتھ چھپ چکی ہیں، اس سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

حاضر وناظر کا ثبوت

"شاھدا" کا حاضر اور ناظر کے معنی میں ترجمہ کرنا، الحمدللہ، ملت سے خارج نہیں کرتا اور یہ ترجمہ لغوی اور شرعی اعتبار سے بالکل درست ہے۔ امام اللسان راغب اصفہانی نے "شہود" اور "شہادت" کے متعلق اپنی کتاب "مفردات القرآن" میں صراحت کی ہے:

"شہود اور شہادت: مشاہدے کے ساتھ حاضر ہونا، خواہ وہ بصارت سے ہو یا بصیرت سے ہو"۔(۱)

شرعی طور پر بھی یہی معنی معتبر ہے، اسی لیے "جو پردے میں چھپا ہو اس پر گواہی دینا جائز نہیں ہے"، جیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی نے درمختار میں ذکر فرمایا ہے۔(۲)

اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا:

"اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص ایسی چیز کی گواہی نہیں دے سکتا جسے اس نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو"،

---

(۱)المفردات فی غریب القرآن، ص:۴۶۵، دار الشامیۃ، بیروت

(۲)الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الشهادات، باب القبول و عدمه، فرع لاینبغی للفقهاء کتب الشهادة، ۵، ص:۴۶۸، دار الفکر بیروت

ایسا ہی درمختار میں ہے۔(۱)

فقہائے کرام نے تحمل شہادت (کسی معاملہ کا گواہ بننے) کے لیے تین شرائط رکھی ہیں:

"(۱) وقت تحمل اس کا عاقل کامل ہونا (۲) انکھیارا ہونا (۳) جس چیز کی گواہی دے رہا ہے اس کا مشاہد ہونا"۔(۲)

اسی وجہ سے شہادت کا رکن "اَشْهَدُ" کے لفظ کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ مشاہدہ کے معنیٰ کو شامل ہے۔

"درمختار میں ہے:

اوراس کا رکن خود لفظ یہی ہے کوئی اور نہیں، کیونکہ یہ مشاہدہ کے معنیٰ کو شامل ہے"۔(۳)

علامہ شامی قدس سرہ السامی(۴) نے ردالمحتار میں درمختار کے مذکورہ قول کے

---

(۱) المرجع السابق، ص: ۴۷۰

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الشهادات، فرع لم يكن للقاضي شيء في بيت المال، ۵، ص: ۴۶۲، دار الفكر بيروت

(۳) المرجع السابق

(۴) سید محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی شامی معروف بہ ابن عابدین [م ۱۲۵۲ھ] فقہ حنفی کے عظیم امام اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے جلیل القدر بزرگ تھے، زندگی کا اکثر حصہ خدمت دین میں صرف ہوا۔ آپ نے تدریس و افتا اور تصنیف و تالیف کے لیے اوقات تقسیم کر رکھے تھے، عموماً رات کے وقت تصنیف و تالیف کرتے اور دن تدریس، فتاویٰ اور مطالعہ کے لیے وقف تھے۔

تحت فرمایا ہے:

”مشاہدہ سے مراد کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنا ہے“۔(۱)

جب حاضر ہونا اور دیکھنا عام انسانوں کی شہادتوں میں ضروری ہے، تو جسے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں بلکہ ساری مخلوق کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا، اور اس کو شاہد بنایا، اور اللہ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنایا، تو اس ہستی کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ تو وہ کیوں حاضر اور سب کو دیکھنے والے نہیں ہوں گے جب کہ انہیں سب کی طرف بھیجا گیا ہے؟ تمہارے پاس ایسی کون سی دلیل ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت میں حاضر ہونے اور دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے؟ اور جب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں، تو جس نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں، وہ بالکل صحیح راستے پر ہے، کیونکہ اس نے نص کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے جہاں کوئی صارف (معنی پھیرنے والی چیز) اور حاصر (محدود کرنے والی چیز) نہیں ہے۔ پس وہ اس بات پر ایمان لانے والا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں شاہد کی صفت وارد ہوئی ہے۔ اور جس نے اس معنی کا انکار کیا، تو وہ اس چیز کا منکر ہے جس پر قرآن مبین

(۱) رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الشهادات، فرع لم یکن للقاضی شیء فی بیت المال، ۵، ص: ۴۶۲، دار الفکر بیروت

کی نص وارد ہے، جہاں نظم کو معنی سے خالی کر دیا گیا ہے، پس وہ معطلین میں سے ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے لیے "حاضر وناظر" کے اطلاق کا حکم

وہابی ہم اہل سنت و جماعت کی کی تکفیر اس لیے بھی کرتے ہیں کیوں کہ وہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "حاضر و ناظر" ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں "حاضر و ناظر" نہیں آیا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان دونوں کے ظاہری معنی منزہ ہونا واجب ہے، کیوں کہ "حاضر" کا ظاہری معنی کسی مکان میں حلول کرنے کو بتاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ حلول سے منزہ و پاک ہے، اور "ناظر" وہ جو آنکھ کی پتلی سے دیکھتا ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے بصارت کی قوت پیدا کی ہے، اور اللہ تعالیٰ آنکھ کی پتلی سے دیکھنے سے پاک ہے۔

امام راغب اصفہانی(۱) نے "**المفردات**" میں فرمایا ہے:

"آنکھ اور بصیرت کو کسی چیز کو سمجھنے اور اسے دیکھنے کے لیے گھمانے کو "نظر" کہتے ہیں"۔(۲)

اسی وجہ سے قرآن کریم میں جہاں "نظر" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف آئی ہے اس کی تاویل احسان اور نعمتوں کی فراوانی سے کی جاتی ہے، امام راغب اصفہانی

(۱) لغت ونحو کے امام مشہور مفکر وفقیہ علامہ امام راغب اصفہانی [م ۵۰۲ھ] آپ کی زندگی کا اکثر حصہ بغداد و اصفہان میں گزرا متعدد کتابیں یادگار چھوڑیں۔

(۲) المفردات فی غریب القرآن، ص: ۸۱۲، دار الشامیۃ، بیروت

نے "**المفردات**" میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر نظر کرنا ان پر اس کا احسان کرنا اوران پر اپنی نعمتیں نچھاور کرنا ہے"۔(۱)

جب "حاضر وناظر" کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے ٹھیک نہیں ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کے اطلاق سے علما نے نہ صرف منع فرمایا ہے بلکہ بعض علما نے اس کی تکفیر کی ہے جو اللہ تعالیٰ کو "حاضر وناظر" کہتا ہے، اگر چہ حق یہ ہے کہ مراد ظاہر ہونے سے قبل اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

درمختار میں ہے:

"یاحاضر" اور "یاناظر" کہنا کفر نہیں ہے"۔(۲)

علامہ طحطاوی نے صاحب درمختار کے قول "**لیس بکفر**" کے تحت فرمایا:

"کیوں کہ "حضور" علم کے معنی میں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿**مَا یَکُونُ مِن نَّجۡوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمۡ**﴾(۳)

ترجمہ: "جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے"۔

---

(۱)المفردات فی غریب القرآن، ص:۸۱۳، دار الشامیة، بیروت

(۲)الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب المعصیة تبقی بعد الردة، ۴، ص:۲۵۹، دار الفکر بیروت

(۳)القرآن الکریم، سورة المجادلة:۵۸، الآیة:۷

"نظر" کا معنی رویت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی﴾(۱)

ترجمہ: "تو کیا حال ہوگا کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے"۔

پس اس کا معنی ہے "اے جاننے والے، اے دیکھنے والے"۔(۲)

اللہ تعالیٰ کے لیے "حاضر و ناظر" کا اطلاق کرنے سے بھی کبھی قائل کی تکفیر ہوتی ہے تو جو اس بات کا معتقد ہو کہ "حاضر و ناظر" اللہ تعالیٰ کی خصوصیات سے ہے اس کے بارے میں تم کیا کہو گے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ظاہری معنی منزہ و بے نیاز ہے، تو کیا ایسا شخص مومن ہوسکتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ ثابت کرے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ و پاک ہے؟ اور وہ کافر ہوسکتا ہے جو اللہ سے اس کی نفی کرے کہ جس کا اطلاق اس پر جائز نہیں ہے؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے "حاضر و ناظر" ماننے کی وجہ سے ہماری تکفیر کرنا یہ تمام مفسرین کی تکفیر کرنا ہے، کیوں کہ مفسرین کرام نے اس بات کو صراحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے احوال ملاحظہ اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اگر ہم مفسرین کرام کی

(۱)القرآن الکریم، سورة العلق: ۹٦، الآیة: ۱۴

(۲)حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، ج: ٦، ص: ۴۵۵، ۴۵٦، دار الکتب العلمیة، بیروت

●الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج: ۴، ص ۲۵۹، دار الفکر، بیروت

عبارات کونقل کرنے لگیں تو یہ طوالت واکتاہٹ کا سبب ہوگا اس لیے ہم صرف ایک عبارت کے نقل پر اکتفا کرتے ہیں: مولیٰ ابوالسعود "**ارشاد العقل السلیم**" میں اللہ تعالیٰ کے قول ﴿شَاهِداً﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہے، ان کے حالات کو ملاحظہ فرمانے والے، ان کے اعمال کا مشاہدہ کرنے والے، اور ان کی طرف سے تصدیق اور تکذیب، اور ہدایت وگمراہی میں سے جو کچھ بھی ان سے سرزد ہوا ہے، اس پر ان کے خلاف شہادت کو تحمل کرنے والے، اور اسے ایک مقبول ادا کی صورت میں پیش کرنے والے جو ان کے حق میں اور ان کے خلاف ہے"۔(۱)

"**روح المعانی**" جس پر وہابیہ اور دیابنہ اعتماد کرتے ہیں اس میں بھی اسی طرح ہے،(۲)

یہی تفسیر "**شاھد**" کا ترجمہ "حاضر وناظر" سے کرنے کی سند و دلیل ہے۔

وہابیہ اگر ہم اہل سنت و جماعت کی تکفیر کرنے میں سچے ہیں تو ان مفسرین کرام کی تکفیر کر کے دکھائیں، اور دیوبندیوں کے پیشوا قاسم نانوتوی، بانی دار العلوم دیوبند کی تکفیر کر کے دکھائیں کہ جس نے "تحذیر الناس" میں لکھا ہے:

---

(۱)ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، سورۃ الأحزاب: ۳۳، الآیۃ: ۴۵، ج:۷، ص:۱۰۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۲)تفسیر الألوسی المعروف بروح المعانی، ج:۴، ص:۲۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

"﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِینَ مِنْ اَنفُسِھِمْ﴾(۱) کو
بعدلحاظ صلہ "مِنْ اَنفُسِھِمْ" کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی
ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ
ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیوں کہ اولی
بمعنی اقرب ہے"۔(۲)

نمازی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے میں شک کیسے کر سکتا ہے؟

جو شخص روزانہ صبح وشام پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کیسے شک کر سکتا ہے؟ جب کہ وہ تشہد میں "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ "کاف" مخاطب حاضر کے لیے آتا ہے، تو اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باحیات ہیں، "حاضر وناظر" ہیں کیوں کہ سلام زندہ کو اور خطاب حاضر ہی کو کیا جاتا ہے اور بغیر دلیل اس ظاہری معنی سے عدول جائز نہیں ہے۔

یہ تشہد کے الفاظ صرف اس واقعے کی حکایت نہیں ہیں جو معراج میں پیش آیا، بلکہ نماز ادا کرنے والے سے شرعاً یہ مطلوب ہے کہ وہ ان الفاظ سے حضور صلی

(۱) القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب: ۳۳، الآیۃ: ٦
(۲) تحذیر الناس، ص: ۱۲، مطبع صدیقی، بریلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام بھیجنے کا قصد کرے۔ فقہائے کرام نے اس کی صراحت کی ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

"تشہد کے الفاظ سے مقصود اللہ تعالیٰ کی عظمت و پاکی کا اقرار، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام اور خود اپنی ذات کی سلامتی ہو"۔(۱)

فقہائے کرام نے نماز ادا کرنے والے کو معراج میں پیش آنے والے واقعے کی حکایت کا قصد کرنے سے منع فرمایا ہے "ردالمحتار" میں "درمختار" کے مذکورہ قول کے تحت فرمایا:

"یعنی معراج حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور ان کے رب اور فرشتوں سے جو کچھ واقع ہوا، اس کی خبر دینے یا حکایت کرنے کا قصد نہ کرے"۔(۲)

یہاں سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نمازی کے سامنے ہیں، جہاں کہیں بھی وہ ہو، اسے دیکھ رہے ہیں۔ پس نمازیوں کو چاہیے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف عظمت کے ساتھ متوجہ ہوں اور تعظیم کے ساتھ ان کی طرف رخ کریں، گویا وہ انہیں دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ نمازی ان کو نہ دیکھ

---

(۱)الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج: ۱، ص: ۵۱۰، دار الفکر، بیروت

(۲)رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج: ۱، ص: ۵۱۰، دار الفکر، بیروت

رہے ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ انہیں دیکھ رہے ہیں، اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس معاملہ میں کسی کو اختلاف نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ ہم سے پہلے اس معاملہ میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی(۱) جو ہند میں اہل سنت، وہابیہ اور دیوبندیہ سب کے نزدیک معتبر ہیں، وہ اپنی کتاب "اقرب السبل" میں صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

"علمائے امت میں بے شمار اختلافات اور مذاہب
کی کثرت کے باوجود اس مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں
ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقت میں حیات ہیں،
کسی مجازی یا تاویلی وہم کے شائبہ کے بغیر دائمی اور باقی
ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے اعمال پر حاضر

(۱) شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، ان کے آبا واجداد میں سے "آغا محمد ترک بخاری" سلطان محمد علاء الدین خلجی کے زمانے میں بخارا سے ہجرت کر کے اپنے متعلقین ومریدین کے ساتھ دہلی تشریف لائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے گھر سے حصول تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ماوراء النہر کے علما کے پاس پہنچ کر تمام مروجہ علوم وفنون محض سترہ سال کی عمر میں حاصل کر لیے۔ آپ کی پوری زندگی خدمت دین، احقاق حق، ابطال باطل، تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور نشر حدیث میں صرف ہوئی۔

آپ نے ۱۰۵۲ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک مہرولی شریف دہلی فیض بخش عام و خاص ہے۔
[ماخوذ: مسلک شیخ عبدالحق محدث دہلوی]

اور ناظر ہیں"۔(۱)

جب سلف صالحین نے اس میں اختلاف نہیں کیا تو بعد میں آنے والوں کا اس میں اختلاف کرنا بدعتِ مردودہ ہے اور اس پر ہم اہل سنت و جماعت کی تکفیر کرنا سلف صالحین کی تکفیر کرنا ہے۔

وہ بتائیں کہ یہ کیسے بعید ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی روح عالی کے ساتھ ہر جگہ حاضر ہوں، حالاں کہ یہ گزر چکا ہے کہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے، ملک الموت علیہ السلام جو ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں، بلکہ سورج جو آسمان کے بیچ میں ہے اور اس کی روشنی مشرق و مغرب کے شہروں کو ڈھانپتی ہے، ہم میں سے کسی کی روح نیند میں جہاں اللہ چاہے سیر کرتی ہے اور اس کے باوجود اس کا بدن سے ایک محسوس تعلق ہوتا ہے، میت کی روح کو فرشتے وہاں لے جاتے ہیں جہاں اللہ چاہے، پھر اسے اس کی جگہ پر واپس لے آتے ہیں اور یہ سب کچھ اس کے کفنانے اور دفنانے کی مدت میں ہوتا ہے، اس کے باوجود اس کا بدن سے تعلق قائم رہتا ہے چنانچہ میت جانتی ہے کہ کون اسے غسل دے رہا ہے، کون کفنا رہا ہے، کون اسے اٹھا رہا ہے، کون اسے قبر میں اتار رہا ہے، اور کون اس کی زیارت کرتا و سلام کرتا ہے؟ اور وہ روح اسے سلام کا جواب بھی دیتی ہے۔

---

(۱)سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل ﷺ مع کتاب المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل، ص: ۹۴، ۹۵، مطبع مجتبائی، دهلی

ابن قیم نے "کتاب الروح" میں لکھا ہے:

"ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ میت کو جنت اور جہنم میں اس کی منزل کا دکھایا جانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ روح قبر میں ہے، اور نہ ہی ہر لحاظ سے اس کی فنا پر دلالت کرتا ہے، بلکہ اس کا قبر اور فنا سے ایک شرف و تعلق ہوتا ہے کیونکہ روح کا ایک خاص معاملہ ہے، وہ رفیق اعلیٰ میں، اعلیٰ علیین میں ہوتی ہے، اور اس کا بدن سے اس طرح تعلق ہوتا ہے کہ جب کوئی مسلمان میت پر سلام کرتا ہے تو اللہ اس کی روح لوٹا دیتا ہے تو وہ سلام کا جواب دیتی ہے، حالانکہ وہ ملائے اعلیٰ میں ہوتی ہے، اکثر لوگ اس جگہ غلطی کرتے ہیں جہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روح ان اجسام کی جنس میں سے ہے جو جب ایک جگہ گھیر لیں تو دوسری جگہ نہیں ہو سکتے یہ محض غلطی ہے، بلکہ روح آسمانوں کے اوپر، اعلیٰ علیین میں ہوتی ہے اور قبر میں لوٹتی ہے تو سلام کا جواب دیتی ہے اور سلام کرنے والے کو جانتی ہے جبکہ وہ اپنی جگہ پر ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح ہمیشہ رفیق اعلیٰ میں ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قبر میں لوٹا دیتا ہے تو وہ سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتی ہے اور اس کی بات سنتی

ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے دیکھا اور انہیں چھٹے اور ساتویں آسمان میں بھی دیکھا، تو یا تو ارواح بجلی کی سی تیزی سے حرکت وانتقال کرتی ہیں، یا پھر ان کا جو حصہ قبر اور اس کی فنا سے متصل ہوتا ہے وہ سورج کی شعاع اور اس کے جسم کی طرح ہوتا ہے جو آسمان میں ہے، اور یہ ثابت ہے کہ سونے والے کی روح اوپر چڑھتی ہے یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کو پار کر جاتی ہے اور عرش کے سامنے اللہ کے حضور سجدہ کرتی ہے، پھر نہایت کم وقت میں اپنے جسم میں واپس لوٹ آتی ہے، اسی طرح میت کی روح کو فرشتے لے کر اوپر چڑھتے ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں سے گزر جاتے ہیں اور اللہ کے حضور ٹھہرتے ہیں، تو اس کے لیے سجدہ کرتے ہیں اور اس کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے، اور فرشتہ اسے وہ کچھ دکھاتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے جنت میں تیار کیا ہے، پھر وہ نیچے اترتی ہے اور اپنے غسل، اٹھائے جانے اور دفن کیے جانے کی گواہی دیتی ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ روح کو اوپر چڑھایا جاتا

ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور ٹھہرتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے بندے کا نامہ اعمال علیین میں لکھو، پھر اسے زمین کی طرف لوٹا دو"۔ تو اسے قبر میں لوٹا دیا جاتا ہے، اور یہ سب اس کے کفنانے اور دفنانے کی تیاری کے وقت میں ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کی صراحت کی گئی ہے، اس میں ہے: "پھر فرشتے اس کے غسل اور کفن سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی نیچے اترتے ہیں اور اس روح کو اس کے جسم اور کفن کے درمیان داخل کر دیتے ہیں۔ (۱)

اس کے بعد ابن قیم نے ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا:

"اس حدیث میں ان کی ارواح کے عرش سے زمین کی طرف تیزی سے منتقل ہونے، پھر زمین سے ان کی جگہ کی طرف منتقل ہونے کا بیان ہے۔ اسی لیے امام مالک اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے کہ روح آزاد ہے، جہاں چاہے جاتی ہے اور جو کچھ لوگ مردوں کی ارواح کو دیکھتے ہیں اور ان کا دور دراز جگہ سے ان کے پاس آنا،

---

(۱)الروح فی الکلام علی أرواح الأموات، فصل: و أما قول من قال الأرواح علی أفنية ..الخ, ص: ١٠١، دار الكتب العلمية، بيروت

یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے عام لوگ جانتے ہیں اور اس میں شک نہیں کرتے“۔(۱)

اس کے کچھ ہی بعد لکھا:

”تمہاری عقل اس بات سے تنگ نہ ہو کہ روح بلند ترین آسمانوں میں جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی ہے، اور اپنی قبر پر مسلمان کا سلام سنتی ہے، اور قریب آکر اسے سلام کا جواب دیتی ہے، اور روح کا معاملہ بدن کے معاملے سے بالکل مختلف ہے۔

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے، جن میں سے دو پروں نے مشرق و مغرب کے درمیان کی جگہ کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتنے قریب آئے کہ اپنے گھٹنوں کو آپ کے گھٹنے کے درمیان، اور اپنے ہاتھوں کو آپ کی رانوں پر رکھ دیا۔ اور میرا نہیں خیال کہ آپ کا گمان اس بات کو سمیٹ پائے گا کہ جبریل علیہ السلام اس وقت ملائے اعلیٰ (سب سے بلند عالم) میں،

(۱)الروح فی الکلام علی أرواح الأموات، فصل: و أما قول من قال الأرواح علی أفنیة ..الخ، ص: ۱۰۱، ۱۰۲، دار الکتب العلمیة، بیروت

آسمانوں کے اوپر، جہاں ان کا مسکن ہے، موجود تھے اور اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتنے قریب بھی آ گئے۔

پس اس کی تصدیق کے لیے ایسے دل چاہیے جو اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہوں اور اس کی معرفت کے اہل ہوں"۔(۱)

ابن قیم، جو وہابیہ کا معتمد وامام ہے اس نے یہاں سونے والے اور میت کی روح کے بارے میں وہی باتیں ذکر کیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں بھی وہی کچھ بیان کیا، بلاشبہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں اور جنوں کے سردار ہیں، بلکہ آپ تمام کائنات کے سردار اور آپ کی روح تمام روحوں میں سب سے عظیم ہے، تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح تمام کائنات کو اپنی عظمت سے نہ بھر دے، اور آپ کی شان تو بہت ہی اعلیٰ ہے۔

علامہ سیوطی(۲) نے اپنی کتاب **"تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی جھاراً و الملک"** میں فرمایا:

---

(۱)الروح فی الکلام علی أرواح الأموات، فصل: و أما قول من قال الأرواح علی أفنیة ..الخ،ص: ۱۰۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲)امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی شافعی [م ۹۱۱ھ] عظیم مفسر، محدث، مورخ اور جغرافیہ داں ہونے کے ساتھ کثیر کتابوں کے مصنف ہیں ان کی تصانیف کی تعداد ۵۰۰ رکے قریب ہے۔

"شیخ ابوالعباس طنجی (۱) سے پہلے یہ بات گزری ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جب دیکھو تو آسمان، زمین، عرش اور کرسی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں"۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح کا مختلف صورتیں اختیار فرمانا

"ابن حجر ہیتمی مکی (۳) سے میت کے بارے میں پوچھا گیا کہ مرنے والے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کرایا جاتا ہے اس سے جب یہ کہا جاتا ہے "**ما تقول فی حق ھذاالرجل**" یعنی "تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟"

"**ھذا**" یہ حاضر کی طرف اشارہ ہے اور ایک ہی وقت میں بہت سی مخلوق مر جاتی ہے اور ان میں سے ہر ایک سے یہ کہا جاتا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

تو انہوں نے اپنے فتاویٰ فقہیہ میں اپنے قول سے اس کا جواب دیا: کہ امام عارف ابن ابی جمرہ نے فرمایا:

"**ھذا الرجل**" سے مراد ذاتِ نبی کریم صلی اللہ

---

(۱) امام العارفین، عابد وزاہد شیخ ابوالعباس احمد بن ابی الحسن علی بن احمد بن یحی بن حازم المغربی طنجی مراکشی علیہم الرحمہ [م ۸۷۵ھ] ایک بلند رتبہ ولی تھے روحانی معاملات وتصرفات میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔[ماخوذ: مناقب الاولیاء ، ص:۸۵، ۸۶، کتاب ناشرون، بیروت، تکملة جامع کرامات الأولیاء، ص:حرف الألف، ص: ۶۲، ۶۳، دار الکتب العلمیة، بیروت]

(۲) تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی جهاراً و الملک، ص: ۴۰، دار الأمین، القاهرة

(۳) شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی شافعی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [م ۹۷۴ھ] عظیم محقق مفسر اور فقہ شافعی کے ماہر، کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔

تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کا آنکھوں سے دیدار ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلیل ہے کہ لوگ ایک ہی وقت میں، مختلف اطرافِ زمین میں، قرب و بعد کے فرق کے ساتھ، مرتے ہیں، اور وہ سب انہیں اپنے قریب دیکھتے ہیں کیونکہ لفظ "ھذا" صرف قریب کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے اور اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو ایک ہی وقت میں مختلف انداز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا انکار کرتے ہیں، اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ علمائے کرام نے آپ کی ذاتِ شریفہ کو آئینے کی مانند قرار دیا ہے کہ ہر کوئی اس میں اپنی صورت دیکھتا ہے کہ وہ کیسی ہے، خوبصورت یا بدصورت، اور آئینہ اپنی خوبی پر قائم رہتا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

محققین صوفیہ نے جو کہا:

"عالم برزخ اور آخرت کا معاملہ دنیا کے عالم سے مختلف ہے، چنانچہ دنیا میں انسان ایک صورت میں ہی محدود رہتا ہے سوائے اولیائے کرام کے، جیسا کہ "قضیب البان" وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اولیائے کرام کو مختلف صورتوں میں دیکھا گیا، اور اس کا راز یہ ہے کہ ان کی

روحانیت ان کی جسمانیت پر غالب آجاتی ہے، چنانچہ انہیں بہت سی صورتوں میں ظاہر ہونا جائز ہو جاتا ہے۔ اور اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کو محمول کیا گیا ہے جو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب انہوں نے معلوم کیا کہ "کیا کوئی ان تمام دروازوں سے داخل ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: "ہاں، مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہو گے"۔

صوفیہ کرام نے فرمایا:

"اگر روح کلی ہو جیسے ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح، تو وہ ستر ہزار صورتوں میں ظاہر ہو سکتی ہے۔(۱)

بس یہی مقدار کافی ہے، اور یہ ایک واضح پیغام ہے، امام اہل سنت امام احمد رضا کا دامن کفر کے گھناؤنے الزام سے بَری ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، پس جس نے بھی ان پر کفر کا الزام لگایا، اس نے حد سے تجاوز کیا اور بہتان باندھا۔ مزید یہ کہ، اس شخص نے صرف امام احمد رضا پر ہی کفر کا الزام نہیں لگایا، بلکہ اس ابن قیم کے ساتھ دیگر جلیل القدر، معزز علمائے کرام کو بھی کافر قرار دیا اور سلفِ

(۱)الفتاوی الفقهية الكبرى، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ج: ا، ص: ۱۰۴، دار الكتب العلمية، بيروت

صالحین کی بھی تکفیر کی۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ٭ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾(۱) ترجمہ:" انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا"۔

﴿خَلَقَ الْاِنسَانَ﴾ کے ترجمہ پر اعتراض کا جواب

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے جو آیت مبارکہ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ٭ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾(۲) کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے، اس میں کسی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے ہم نے جو"تفسیر خازن" سے بیان نقل کیا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے، اور اس کی عبارت یہ ہے:

کہا گیا ہے کہ آیت کریمہ میں انسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، ﴿عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾ یعنی ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں"۔

امام احمد رضا خان کا اپنے ترجمہ میں حضور علیہ السلام کو انسانیت کی جان کہنا یہ بدیع ترجمانی ہے اور اس میں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو

---

(۱)القرآن الکریم، سورۃ الرحمن: ۵۵، الآیۃ: ۴،۳

(۲)القرآن الکریم، سورۃ الرحمن: ۵۵، الآیۃ: ۴،۳

تمام اشیا سے پہلے پیدا کیا، اسی کے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا"۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "فاتح" اور "خاتم" بنایا، جیسا کہ حدیث معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے "فاتح" اور "خاتم" بنایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر خیر کی کنجی اور ہر فیض کا واسطہ ہیں"۔(۲)

قرآن کریم میں آیا ہے:

﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾(۳)

ترجمہ: "اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں"۔

اس آیت کو "وَهُوَ اَبٌ لَهُم" کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے:

"جو کسی چیز کے وجود میں آنے، اس کی اصلاح یا اس کے ظہور کا سبب بنے اسے اس کا "اَب" کہا جاتا

(۱) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج: ۱، ص: ۴۸، المكتبة التوفيقية، القاهرة

(۲) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، بالمنح المحمدية، فصل في ذكر أسمائه الشريفة، ج: ۴، ص: ۲۵۵، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) القرآن الكريم، سورة الأحزاب: ۳۳، الآية: ۶

ہے"۔(۱)

قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہی وجود پایا اور انہیں کے سبب اصلاح پائی۔

حاصل کلام یہ کہ اس معاملے میں فاضل مترجم شیخ الامام امام احمد رضا خان پر کوئی ملامت نہیں، پس جس نے بھی ان پر اعتراض کیا وہ باطل پر ہے، اور جو شخص ان کی تکفیر کرے وہی درحقیقت تکفیر کا مستحق ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کریں اعتراض کا جواب

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾(۲) ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی"۔

مترجم موصوف وممدوح نے آیت کریمہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں بھی کچھ قابل اعتراض نہیں ہے کیوں کہ انہوں نے اپنے ترجمہ میں یہی تو فرمایا: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی"۔ یہاں انہوں نے مکمل اتباع کو کہ جس میں بندے کی خواہش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں کے تابع اور آپ کے حکم کی فرماں بردار ہو جاتی ہے، اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی سے تعبیر فرمایا ہے، اس سے وہ عبودیت مراد نہیں لی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے خاص ہے، تو اس کو ایسی عبودیت پر محمول کرنا جو

(۱)المفردات فی غریب القرآن، ص:۵۷، الدار الشامیة، بیروت

(۲)القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب:۳۳، الآیة:۶

لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے لیے عبودیت کے مشابہ ہو، یہ بدگمانی ہے، اور کسی مسلمان سے بدگمانی حرام ہے۔

یہ وہابی امام اہل سنت امام احمد رضا خان پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں جب کہ ہمارا رب تعالیٰ ہمارے زیردست لوگوں کو ہمارا "عبد" (غلام) فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ﴾(۱)

ترجمہ: "اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں کا"۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو "یا عبادی" کہہ کر پکاریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ﴾(۲)

ترجمہ: "تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی"۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام و خادم تھا"۔(۳)

---

(۱)القرآن الکریم، سورۃ النور: ۲۴، الآیۃ: ۳۲

(۲)القرآن الکریم، سورۃ الزمر: ۳۹، الآیۃ: ۵۳

(۳)المستدرک علی الصحیحین، ج: ۱، ص: ۲۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

"رشید احمد گنگوہی" کا مرید "محمود الحسن دیوبندی" (۱) اپنے شیخ کے مرثیہ میں کہتا ہے:

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید مرد کا ان کے لقب تھا یوسف ثانی (۲)

مرثیہ میں جو عظیم جرم و گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس حقیقت سے آنکھیں چرانا اور امام احمد رضا خان پر بے بنیاد اعتراض کرنا کونسی شریعت یا کونسا دین ہے؟

یہ بات جو ہم نے جواب میں ذکر کی ہے، وہ معترض کے موقف کے اعتبار سے تھی، ورنہ ہم تو کہتے ہیں کہ اعتراض سرے سے باطل ہے اور امام احمد رضا خان کے ترجمہ میں اس اعتراض کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، کیوں کہ انہوں نے اپنے ترجمہ میں "غلامی کریں" کہا ہے، جس کا لفظی ترجمہ عربی میں "**یصیرون غلمانا للرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم**" ہوتا ہے، اور آپ یہ جانتے ہیں کہ "غلام اللہ" کہنا شرعاً ممنوع ہے، کیوں کہ اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کا وہم پیدا ہوتا ہے، اور وہ سبحانہ وتعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام کے ترجمہ کی ترجمانی "یرقون" سے کرنے والا ہی غلط فہمی میں ہے، کیوں کہ اس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی غلامی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حقیقی بندگی میں فرق نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اسے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان

(۱) محمود حسن دیوبندی [م ۱۳۳۹ھ] قاسم نانوتوی سے اور دیگر دیوبندی مولویوں سے تعلیم حاصل کی اور رشید احمد گنگوہی سے مرید ہوا۔

(۲) مرثیہ رشید احمد گنگوہی، ص: ۹، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

پر اعتراض کرنے کا کوئی حق وجواز نہیں بنتا۔

حضور صدر الشریعہ پر اعتراض کا جواب

"زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے"۔(۱)

حضرت علامہ امجد علی(۲) کا یہ قول بالکل صحیح اور قرآن کریم سے ثابت ہے،

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱، ح:۱، ص: ۲۴، فرید بکڈپو، دہلی

(۲) صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بن مولانا حکیم جمال الدین بن مولانا خدا بخش ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء کو گھوسی ضلع مئو میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے جدامجد سے حاصل کرنے کے بعد گھوسی میں ہی "مدرسہ ناصر العلوم" میں زیر تعلیم رہے، اس کے بعد "مدرسہ حنفیہ" جون پور میں استاذ الکل حضرت علامہ ہدایت اللہ خان رامپوری ثم جون پوری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں رہ کر علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ اس کے بعد "مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت میں شیخ المحدثین علامہ شاہ مفتی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی بارگاہ فیض سے دورۂ حدیث مکمل فرمایا۔

دوران تعلیم آپ کے شوق اور علمی انہماک کا اندازہ آپ کے استاذ محدث سورتی علیہ الرحمہ کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا: "مجھے ساری زندگی میں یہ ایک طالب علم ملا، جو محنتی بھی ہے، اور سمجھ دار بھی، اور علم کا شوق ودلچسپی بھی رکھتا ہے"۔

آپ زندگی بھر درس وتدریس میں مشغول رہے، آپ کے تلامذہ میں عظیم علما ومفتیان کرام ہوئے جنہوں نے عالم کو علمی فیضان سے سیراب کیا، آج ہندوستان بھر میں مشکل سے کوئی سنی عالم ایسا ہوگا کہ جس کو آپ سے بالواسطہ رشتہ تلمذ حاصل نہ ہو۔

آپ نے متعدد علمی وتحقیقی کتابیں تصنیف فرمائی خصوصیت کے ساتھ "بہار شریعت" کو عظیم مقبولیت حاصل ہوئی جو اردو زبان میں ایسی ممتاز ومنفرد فقہی کتاب ہے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ آپ کا وصال ۲/ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء کو ہوا، آپ کا مزار گھوسی میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ [ماخوذ از: حیات صدر الشریعہ، تذکرۂ خلفائے اعلی حضرت]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾(۱)

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے"۔

اس آیت میں صریحاً بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دکھانے سے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کو دیکھا، یقیناً ایسے ہی دوسرے انبیا بلکہ اولیا بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین دکھائے، اس کی دلیل ﴿وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾ تاکہ "وہ عین الیقین والوں میں ہو جائیں"۔

اسی لیے "تفسیر روح البیان" میں فرمایا گیا ہے:

> "یہ دکھانا قدیم سنت الٰہیہ ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جس کو وہ نبی یا ولی بناتا ہے، عالمِ ناسوت، عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت اور عالمِ لاہوت دکھاتا ہے، خواہ وہ عالمِ صغیر ہو یا عالمِ کبیر، اور یہ سنت قیامت تک باقی رہے گی"۔(۲)

---

(۱)القرآن الكريم، سورة الأنعام: ٦، الآية: ٧٥

(۲)تفسير روح البيان، ج:٣، ص: ٢٩٠، دار الفكر، بيروت

انبیائے کرام زمین کے مشرق ومغرب کوملاحظہ فرماتے ہیں

"نسیم الریاض" کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے:

"انبیائے کرام علیہم السلام کی قوتیں اور باطنی
حواس روحانی ہوتے ہیں اور اسی لیے وہ زمین کے
مشرق ومغرب کو دیکھتے ہیں"۔(۱)

توجوشخص کسی بھی نبی سے مطلقاً غیب کے علم کی نفی کرتا ہے،خصوصاً سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام سے،تواس پر یہ قول صادق آتا ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾(۲)

ترجمہ:"توکیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو"۔

علم غیب کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں،لہٰذا علامہ امجد علی نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ صریح حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پر اعتراض

اس (الہدیٰ کے) مضمون میں یہ اعتراض کرنا کہ ہم اہل سنت وجماعت

(۱)نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، القسم الثالث:فیما یجب للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، ج:۵، ص:۱۴۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲)القرآن الکریم،سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۸۵

یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں"۔ الخ

اعتراض کا جواب

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں:

ہاں! واقعی ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، ہم ان کے باحیات ہونے کا عقیدہ کیوں نہ رکھیں جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی قبر میں زندہ ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے"۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفات بھی باعتبار حقیقت زندہ ہیں

مواہب اللدنیہ اور زرقانی(۲) میں ہے، سبکی نے اپنی طبقات میں ابن فورک

---

(۱) سنن أبی داؤد، ج:۲، ص:۸۸، المکتبة العصریة، بیروت

(۲) امام زرقانی کی "شرح الزرقاني على المواهب اللدنية" ہے۔ آپ کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان زرقانی [م ۱۱۲۲ھ] ہے، آپ ایک مشہور محدث، مالکی فقیہ اور اصولی عالم تھے۔

آپ کا تعلق مصر کے صوبہ منوف کے ایک گاؤں زرقان سے تھا، اسی نسبت سے وہ "زرقانی" کہلاتے ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سے ایک امام "قسطلانی" کی "المواهب اللدنیہ" کی شرح ہے۔

سے نقل کیا ہے:

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں، یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک تمام زمانوں میں حقیقت کے اعتبار سے نہ کہ مجازاً آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں، آپ اسی میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

ابن عقیل حنبلی(۱) نے فرمایا ہے:

آپ اپنی ازواج کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں اور ان سے دنیا سے زیادہ کامل طور پر لطف اندوز ہوتے ہیں" اور انہوں نے اس پر قسم کھائی ہے، یہ ظاہر ہے اور اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔(۲)

انبیائے کرام علیہم السلام باحیات ہیں اس پر پہلے ہی اجماع نقل کیا جا چکا ہے، لہٰذا اس معاملے میں اختلاف کرنے والا مسلمانوں کے اجماع کو

---

(۱) صاحب "کتاب الفنون" ابوالوفا علی بن عقیل بن محمد بن عقیل [م ۵۱۳ھ] ایک بہت بڑے حنبلی عالم اور شیخ تھے۔

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، بالمنح المحمدیة، خصائص امته صلی الله تعالی علیه وسلم، ج:۸، ص:۳۵۸، دار الکتب العلمیة، بیروت

توڑنے والا ہے، اور خود ہی کافر ہے نہ کہ امام احمد رضا اور دیگر تمام مسلمان۔
یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام احمد رضا نے زرقانی سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ازواج آپ کے ساتھ شب باشی فرماتی ہیں۔ لہٰذا، اس بنیاد پر امام احمد رضا کی تکفیر کرنا دراصل امام زرقانی اور ان سے پہلے کے علما کی تکفیر کرنا ہے۔

ہماری طرف یہ بات منسوب کرنا کہ ہم خطبہ جمعہ میں یہ کہتے ہیں: "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال نہیں فرمایا"، یہ ہم پر بہتان ہے۔

مزارات کو مسجد بنانے کا الزام

اس مضمون نگار کا یہ الزام کہ "ہم نے قبروں کو گھر اور مسجد بنالیا ہے"۔

مذکورہ الزام کا جواب

یہ جھوٹ ہے، اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو یہ تکفیر اور دین سے خارج کرنے کی وجہ شرعی نہیں ہوتا۔

حضرت علامہ صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی(۱) کا یہ کہنا ہے کہ ”مسجد کو قبروں کے قریب تعمیر کرنا اہلِ ایمان کا قدیم طریقہ ہے“ تو یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی کفریہ چیز نہیں ہے، یہ کیسے کفر ہوسکتا ہے جب کہ ہمارے رب نے ہم سے پہلے کے لوگوں کے اس عمل کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِینَ غَلَبُوا عَلٰی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیهِم مَّسْجِدًا﴾(۲)

ترجمہ: ”وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے“۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپسند نہیں فرمایا، اور ان کا مسجد بنانا برکت حاصل کرنے اور اصحاب کہف کے آثار کو باقی رکھنے کے لیے تھا۔

---

(۱) صدرالافاضل، فخرالاماثل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی قادری جلالی بن مولانا معین الدین نزہت مرادآبادی، ۲۱/صفر المظفر ۱۳۰۰ھ/ یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر کو مرادآباد میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن حافظ حفیظ اللہ خاں کی درس گاہ سے مکمل کیا، فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں، اس کے بعد ملاحسن تک درس نظامی کی تعلیم مولانا ابوالفضل احمد علیہ الرحمہ کے پاس رہ کر حاصل کی اور تکمیل علوم ظاہری و باطنی شیخ الکل مولانا محمد گل خان کابلی جلال آبادی ثم مرادآبادی سے فرمائی، علامہ شاہ ابوسعید مجددی رامپوری (جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے) سے علم حدیث حاصل کیا۔

آپ کو علوم عقلیہ ونقلیہ اور طب پر عبور حاصل تھا، آپ نے علمی وتحقیقی متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں، آپ سے فیض یافتہ تلامذہ نے برصغیر (ہندو پاک اور بنگلہ دیش) میں تعلیم وتبلیغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔

۸۱/ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/ ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جمعہ کا دن گزار کر شب شنبہ ۱۲/بج کر ۲۵/منٹ پر آپ کا وصال ہوا، مرادآباد میں مدفون ہوئے ”جامعہ نعیمیہ“ مرادآباد میں آپ کا مزار زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ (ماخوذ از: سوانح صدرالافاضل، جلد اول ودوم)

(۲) القرآن الکریم، سورۃ الکہف: ۱۸، الآیۃ: ۲۱

علامہ نسفی نے "مدارک التنزیل" میں آیت ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيهِم﴾ کے تحت فرمایا ہے:

"ہم غار کے دروازے پر ایک مسجد بنائیں گے جہاں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے مقام سے برکت حاصل کریں۔(۱)

امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا:

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلٰى اَمْرِهِمْ﴾ یعنی "وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے"، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد مسلمان بادشاہ ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اولیائے اصحاب کہف مراد ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے شہر کے سردار مراد ہیں۔ ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيهِم مَّسْجِدًا﴾ ہم وہاں ایک مسجد بنائیں گے، جس میں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس مسجد کے ذریعے اصحاب کہف کے آثار کو باقی رکھیں گے۔(۲)

یہ آخری بات ہے جو ہم امام احمد رضا اور ان کے محبین سے جھوٹ اور

(۱)مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ج:۲، ص:۲۹۳، دار الکلم الطیب، بیروت

(۲)التفسیر الکبیر، ج:۲۱، ص:۴۴۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت

اعتراضات کو دفع کرنے کے لیے کہی، وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

الفقیر محمد أختر رضا القادری الأزہری غفر لہٗ

لقد أصاب من أجاب واللہ تعالیٰ أعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی

غفر لہ القوی

ماخذ ومراجع

- القرآن الکریم، منزل من السماء
- مفاتیح الغیب المعروف بالتفسیر الکبیر، امام ابو عبداللہ محمد فخر الدین رازی [م ٦٠٦ھ]
- أنوار التنزیل و أسرار التأویل المعروب بتفسیر البیضاوی، شیخ قاضی امام ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی المعروف امام بیضاوی [م ٦٨٥ھ]
- مدارك التنزیل و حقائق التاویل، شیخ عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین ابو البرکات نسفی حنفی [م ٧١٠ھ]
- لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بتفسیر الخازن، شیخ علی بن محمد بن ابراہیم شیخی علاء الدین معروف بخازن [م ٦٧٨ھ]
- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم المعروف بتفسیر أبی السعود، شیخ قاضی ابو سعود محمد بن محمد بن مصطفی عمادی حنفی [م ٩٨٢ھ]
- روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی
- روح البیان في تفسیر القرآن، شیخ ابوالفداء اسماعیل حقی بن مصطفی استانبولی حنفی خلوتی [م ١١٢٧ھ]

• کنز الایمان فی ترجمة القرآن، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری [م ۱۳۴۰ھ]

• حاشیة القرآن نور العرفان علی کنز الایمان، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی گجراتی [م ۱۳۹۱ھ]

• صحیح البخاری، شیخ ابوعبداللہ محمد (امام بخاری) بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بردزبہ بخاری جعفی [م ۲۵۶ھ]

• مسند احمد، امام اہل سنت و جماعت ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی ذہلی [م ۲۴۱ھ]

• سنن ابی داؤد، شیخ ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجستانی [م ۲۷۵ھ]

• المعجم الکبیر للطبرانی، شیخ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی طبرانی [م ۳۶۰ھ]

• المستدرک علی الصحیحین، شیخ حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری [م ۴۰۵ھ]

• المعتقد المنتقد، سیف اللہ المسلول، معین الحق شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی بن عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، بن شاہ عبدالحمید بدایونی [م ۱۲۸۹ھ]

• المستند المعتمد بناء نجاة الأبد، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا

خان قادری [م ۱۳۴۰ھ]

• حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین، امام اہل سنت اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری [م ۱۳۴۰ھ]

• حدوث الفتن و جهاد أعیان السنن، علامہ محمد احمد مصباحی

• الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، شیخ ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون بن موسی بن عیاض سبتی یحصبی [م ۵۴۴ھ]

• نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، امام ابوعبد الرحمٰن محمد بن حسین بن موسیٰ ازدی سلمی خفاجی [م ۱۰۶۹ھ]

• المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی مصری [م ۹۲۳ھ]

• شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، شیخ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن محمد بن علوان زرقانی [م ۱۱۲۲ھ]

• الفتاوی الفقهیة الکبری، شیخ امام فقیہ شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی شافعی [م ۹۷۴ھ]

• الدر المختار شرح تنویر الأبصار، شیخ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن بن محمد جمال الدین بن حسن بن زین العابدین حصکفی [م ۱۰۸۸ھ]

• رد المحتار علی الدر المختار (حاشیة ابن عابدین)، شیخ محمد امین بن عمر بن

عبدالعزیز عابدین دمشقی المعروف بہ ابن عابدین شامی [م ۱۲۵۲ھ]

• حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، شیخ احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحاوی [م ۱۲۳۱ھ]

• العطایا النبویۃ فی فتاوی الرضویۃ، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری [م ۱۳۴۰ھ]

• بہار شریعت، صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین بن حکیم مولانا خدابخش بن مولانا خیر الدین [م ۱۳۶۷ھ]

• کرامات الاولیاء للخلال، شیخ ابومحمد بن حسن بن محمد بن حسن بن علی خلال [م ۴۳۹ھ]

• مناقب الاولیاء، شیخ صفی الدین عبدالمؤمن بن ابومنصور قطیعی بغدادی [م ۷۳۹ھ]

• جامع کرامات الأولیاء، شیخ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین نبہانی [م ۱۳۵۰ھ]

• تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی جھاراً و الملک، شیخ ابوالفضل عبدالرحمن جلال الدین بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین سیوطی [م ۹۱۱ھ]

• سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، شیخ ابوالمجد عبدالحق بن سیف الدین دہلوی بخاری [م ۱۰۵۲ھ]

•غاية المأمول في تتمة منهج الوصول في علم الرسول، شیخ شہاب احمد بن اسمٰعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی بن زین بن جعفر بن حسن شہروزی برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ

•معجم الشیوخ المسمی ریاض الجنۃ، شیخ عبد الحفیظ بن محمد بن طاہر بن عبد الکبیر فاسی [م ۱۳۸۳ھ]

•معجم المؤلفین، شیخ عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنیکحالہ دمشق [م ۱۴۰۶ھ]

•معجم الأدباء، شیخ شہاب الدین ابوعبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ رومی حموی [م ۶۲۶ھ]

• مسلک شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محمد عبدالحکیم شرف قادری بن مولوی اللہ دتہ بن صوفی نوربخش [م ۱۴۲۸ھ]

• تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، مولانا محمد صادق قصوری [م ۱۴۴۱ھ]، مولانا مجید اللہ قادری

• حیات صدرالشریعہ، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری بن عبدالغنی مرحوم [م ۱۴۳۴ھ]

• سوانح صدرالافاضل، مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

•المفردات فی غریب القرآن، ابو القاسم حسین بن محمد بن مفضل بن محمد

[م۲ ۵۰ھ]

• المنجد فی اللغة، ابوحسن علی بن حسن بن حسین دوسی زہرانی معروف بہ کراع النمل [م۷ ۳۰ھ]

• مصباح اللغات، عبدالحفیظ بلیاوی دیوبندی

• کتاب الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء، ابن قیم جوزیہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز زرعی دمشقی [م۱ ۷۵ھ]

• زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ابن قیم جوزیہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز زرعی دمشقی [م۱ ۷۵ھ]

• الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان، ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام نمیری حرانی [م۸ ۷۲ھ]

• تقویۃ الایمان، اسماعیل دہلوی بن عبدالغنی [م۶ ۱۲۴ھ]

• صراط مستقیم، اسماعیل دہلوی بن عبدالغنی [م۶ ۱۲۴ھ]

• تحذیر الناس، محمد قاسم نانوتوی بن اسدعلی نانوتوی [م۷ ۱۲۹ھ]

• حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی [م۲ ۱۳۶ھ]

• براہین قاطعہ، خلیل احمد سہارنپوری انبیھٹوی [م۶ ۱۳۴ھ]

• الامداد تھانہ بھون، مدیر: اشرف علی تھانوی [م۲ ۱۳۶ھ]

• مرثیہ رشید احمد گنگوہی، محمود حسن دیوبندی [م۹ ۱۳۳ھ]

- سوانح قاسمی، مناظر احسن گیلانی [م ۱۳۷۵ھ]
- ارواح ثلاثہ، اشرف علی تھانوی [م ۱۳۶۲ھ]
- مولانا احسن نانوتوی، محمد ایوب قادری
- مولانا رشید احمد گنگوہی حیات اور کارنامے، اسیر ادروی

فہرست حواشی

نشریات المکتب النور

(۱) ریحان الفقہ (۲) مبحث الاذان (۳) حجاب تصوف میں بھیانک چہرہ (۴) مائیکروفونک نماز قدیم وجدید فقہا کی نظر میں (۵) مروجہ قوالی کا شرعی حکم (ہندی) (۶) امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش (۷) مبحث الاذان وشافی جواب پر کافی ایرادات (۸) شمع شبستان قادری (۹) سفرنامہ بنگلہ دیش (۱۰) ترجمہ الحق المبین (۱۱) ووٹوں کی سیاست اور سرکاری تصوف (۱۲) میلاد کی بشارت (۱۳) یونیفارم سول کوڈ کی آڑ میں ملک کو ہندو راشٹر بنانے کی سازش (اردو، ہندی) (۱۴) مصنف عبد الرزاق (جزءِ مفقود ترجمہ مع عربی متن () ۱۵) عاشورا کی رات تمام پانیوں میں زم زم شریف آتا ہے (؟ ۱۶) الکلمات القاطعة للأفكار الزائفة (۱۷) النور الهادی فی أحكام البرادی [میت کو فریزر میں رکھنے کا حکم] (۱۸) اصلاح الفکر لمن قال بأن نسبة الخطأ من الوز [خطائے اجتہادی صفت مدح ہے، صفت عیب نہیں] (۱۹) مقام معاوية والرد علی كلاب الهاوية [حضرت امیر معاویہ کی عظمتوں کا بیان اور جہنمی کتوں کا رد بلیغ] (۲۰) مشائخ مارہرہ اور مشائخ بریلی و بدایوں (۲۱) میلاد رسول اور اساطین امت (۲۲) پرانا جال نیے شکاری (۲۳) سنان قادری (۲۴) مدینہ سے کربلا کا سفر (اردو، رومن انگلش، بنگلہ) (۲۵) دیوبندی اور اہل حدیث کا حکم (۲۶) مولوی عبدالاول جونپوری کی کتاب ''مفید المفتی معرف بہ فقہ اسلامی'' کے بارے میں ایک وضاحت (۲۷) حج و عمرہ کا آسان طریقہ (۲۸) زنجان (۲۹) عوام الناس میں پھیلی غلط فہمیوں کا ازالہ (۳۰) تنقیدی جائزہ (۳۱) لباس خضر میں (۳۲) ترتیبی فتاوی منظر اسلام (۳۳) ترتیبی فتاوی دار العلوم فیضان تاج الشریعہ

اعلیٰ حضرت کی فکر انگیز نصیحت!

غضب تو ان مولوی کہلانے والے مشائخ نے ڈھایا ہے کہ
اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پر جری و بیباک کردیا اہل نااہل کا جھوٹا تفرقہ
زبانی کہیں اور جلسے میں دنیا بھر کے نااہل بھریں، ائمہ دین فرماتے ہیں
اے گروہ علما! اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام
مکروہات پر گریں گے، اگر تم مکروہ کروگے عوام حرام میں پڑیں گے، اگر تم
حرام کے مرتکب ہوگے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔ بھائیو! لِلّٰہ اپنے
اوپر رحم کرو، اپنے اوپر رحم نہ کرو اُمت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم
کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیئے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے، آمین

وصلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ
و ابنہ و حزبہ اجمعین، آمین. و اللہ تعالی اعلم

[فتاوی رضویہ مترجم، ج: ۲۴، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، لاہور]

Published by:
AL MAKTAB AL-NOOR
Bareilly Sharif